آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ، لو تمھیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنے

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۹ — بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۱۰ء — نمبر ۵

چندہ سالانہ ۱

عوام سے عا طلباء سے ع

فہرست مضامین

قادیان ضلع گورداسپور سے ۲۰ - مئی سنہ ۱۹۱۰ء کو صدر انجمن احمدیہ کے اہتمام سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشاعتِ اسلام نمبر ۱۱

ایک عظیم الشان معجزہ

کوہ صفا پر کا نظارہ ایک ایسا عجیب نظارہ تھا جسکی نظیر عالم کی تاریخ میں مفقود ہے مکّہ والے مسلمان ہوئے اور اُنکا قبول اسلام ہر ایک کی نظر میں تعجب اور حیرت خیز ہے لیکن وہ کیوں مسلمان ہوئے؟ انکے اسلام لانے کا محرک کیا تھا؟ کونسی طاقت تھی جس نے اُنکے دل تسخیر کیئے تھے؟ کس قوت نے اندر ہی اندر اُنکو عاجز کر دیا تھا؟ ان سوالات کا جواب یہ ہے کہ جو کچھ ہوا وہ اُس عظیم الشان معجزہ کا نتیجہ تھا جس کا ظہور فتح مکّہ کے دن ہوا۔ خود مکّہ کا شہر اسلام کی پیدائش اور بالیدگی کا شاہد تھا۔ جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہیں اس سے بیس سال قبل اس شہر میں ایک نبیؐ پیدا ہوا جس نے شہر والوں کے قومی دیوتاؤں کا ابطال کیا اور اہل شہر کو خدائے واحد کی طرف بلایا لیکن اس دعوت کا جواب یہ دیا گیا کہ سارے کا سارا شہر اس نبیؐ کا دشمن ہو گیا اور اس کی کوششوں کو ملیامیٹ کرنیکے لیئے انہوں نے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا پہلے پہل اس کے

وعظ پر نفرت کا اظہار کیا جاتا اور ہنسی اُڑائی جاتی رہی لیکن جب اُسکی مساعی بارور ہونی شروع ہوئیں اور شہر کے چند آدمیوں نے اُسکی دعوت کو قبول بھی کر لیا۔ تو اُنکی ہنسی اور نفرت سخت دشمنی اور ایذا دہی سے مبدّل ہو گئی۔ اس نبیؐ کے پیرؤوں کو طرح طرح کی شکنجوں میں کھینچا اور اُسکے مددگاروں کو برادری سے خارج کر دیا گیا۔ آہ یہ کیسا خطرناک زمانہ تھا نومسلموں کی کیسی قابل رحم حالت تھی اور بظاہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کام کیسا عالم مایوسی میں دکھائی دیتا تھا۔ شہر مکّہ کے تمام رؤسا ہاتھ دھوکر اس نئی تحریک کے پیچھے پڑ رہے تھے اُنہوں نے پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ جسطرح ہو سکے مسلمانوں کو کچل ڈالا جائے اور ان ارادوں کو عمل میں لانیکے لیئے پرلے درجہ کی بیرحمی اور ناخدا ترسی سے کام لے رہے تھے۔ ہر قبیلہ نے اپنی اپنی حدود میں اسلام کو تباہ کرنیکا عزم بالجزم کر لیا تھا اور اسطرح غریب نومسلموں کے لیئے چاروں طرف خوف و ہراس کے اژدہا منہ کھولے پڑے تھے جب بیکس مسلمانوں نے دشمنوں کے مظالم سے تنگ آکر ہجرت کرنیکا ارادہ کیا تو ہر طرف سے اُنکا راستہ روکنے کی تجاویز کی گئیں۔ آخرکار جب اُنکی تدبیریں کارگر نہ ہوئیں اور اسلام برابر ترقی کرتا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اقارب و احباب کو ایک غار میں بند کر کے بیرونی دنیا سے بالکل علیحدہ کر دیا گیا۔ لیکن کیا اس ایذا دہی نے آنحضرت صلعم کو ہراساں کر دیا؟ کیا اس بیرحمی اور مظالم نے آپکے جوش کو ٹھنڈا یا آپکی ہمت کو پست کر دیا؟ بلکہ اس موقعہ پر تو عجیب پیشگوئیاں بیان کیں اور ڈنکے کی چوٹ سے اعلان کیا کہ دیکھو" میں آخرکار کامیاب ہونگا اور میری دشمن ہلاک اور خائب و خاسر ہونگے"

منصف ناظرین! آپ ایک طرف اُس آتشِ عداوت پر نظر ڈالیں جو مکّہ کے شہر میں بڑے زور سے بھڑک رہی تھی اور جسکے بڑھتے ہوئے شعلے ہر آن اس بات کا کھٹکا دلا رہے تھے کہ مسلمانوں کو جلا کر بھسم کر ڈالیں گے۔ اور دوسری طرف اُن پیشگوئیوں کا ملاحظہ کریں جنکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے اڑے وقت میں اپنے طاقتور اور رجائی دشمنوں یعنی قریش کے متعلق اعلان کیا تھا۔ اور پیشگوئیاں حسب

ذیل ہیں۔

جب آنحضرت صلعم اور آپ کے صحابہؓ کو کمال بیدردی اور بے رحمی سے ایذا دی جا رہی تھی تو خدائے تعالیٰ کا الہام آپ کو یہ وعدہ دے رہا تھا کہ آپ اس ایذا کو صبر سے برداشت کریں کیونکہ خدائے تعالیٰ کی نُصرت قریب ہے۔ چنانچہ فرمایا ﴿وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ﴾ (یونس ۱۱) یعنی جو کچھ تجھے وحی کیا جاتا ہے تو اُسی پر کاربند ہو اور خدا کے فیصلہ تک صبر سے کام لے کیونکہ خدائے تعالیٰ سب سے بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے۔ دوسری جگہ فرمایا ﴿فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ﴾ (روم-۶) یعنی آپ صبر کریں درحقیقت خدائے تعالیٰ (کی نصرت) کا وعدہ سچا ہے۔

جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو استہزاء اور حقارت کی نظر سے دیکھا گیا تو خدائے تعالیٰ نے آپ کو تسکین دی اور فرمایا ﴿وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ﴾ (انعام-۱) اور البتہ تحقیق ٹھٹھا کیا گیا پیغمبروں کے ساتھ تجھ سے پہلے پس گھیر لیا اُن لوگوں کو جو ٹھٹھا کرتے تھے اُن میں سے اُس چیز نے کہ جس سے ٹھٹھا کرتے تھے۔

پھر جب دشمنوں نے آپ کو جھوٹا کہکر پکارا تو اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرماکر آپکو تسلی دی ﴿وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ فَصَبَرُوا عَلَىٰ مَا كُذِّبُوا وَأُوذُوا حَتَّىٰ أَتَاهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ۚ وَلَقَدْ جَاءَكَ مِن نَّبَإِ الْمُرْسَلِينَ﴾ (انعام-۴) یعنی البتہ تحقیق جھٹلائے گئے پیغمبر تجھ سے پہلے۔ پس انہوں نے صبر کیا اوپر اُسکے کہ جھٹلائے گئے اور تکلیف دیئے گئے یہاں تک کہ آئی اُنکے پاس ہماری مدد اور اللہ کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں ہے۔ اور رسولوں کی بعض خبریں تیری پاس آچکی ہیں

غرض جب دشمن چاروں طرف سے نرغہ کرکے طرح طرح کی تکالیف پہنچا رہے تھے اسوقت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مولا کی طرف سے بار بار تسلی و تشفی اور آسمانی نُصرت کے وعدے دیئے جاتے تھے جنکی چند اور مثالیں ذیل میں درج کیجاتی ہیں۔

ا- حَتّٰی اِذَا اسْتَایْئَسَ الرُّسُلُ وَ ظَنُّوْا اَنَّهُمْ قَدْ کُذِبُوْا جَاءَهُمْ نَصْرُنَا یہانتک کہ جب رسول ناامید ہوئے اور انہوں نے گمان کیا تحقیق لوگوں نے اُنسے جھوٹ بولا آئی اُنکے پاس ہماری مدد (یوسف-۱۲)

ب- فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ - اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ (ابراہیم-۷) یعنی اللہ تعالیٰ کی نسبت ہرگز مت گمان کر وہ وعدوں کو پورا نہیں کریگا جو وہ اپنے رسولوں سے کرتا ہے تحقیق اللہ تعالیٰ غالب ہے اور (رسولوں کے دشمنوں سے) انتقام لینے والا ہے۔

ج- اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ۝ (مومن-۶) تحقیق ہم اپنے پیغمبروں کو اور مومنوں کو دنیا کی زندگی میں بھی مدد دیتے ہیں اور اس دن بھی جبکہ گواہی دینے والے کھڑے ہونگے۔

د- وَ لَقَدْ سَبَقَتْ کَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِیْنَ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ وَ اِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُوْنَ ۝ اور تحقیق ہمارے بندوں رسولوں کے بارہ میں ہمارا وعدہ پہلے ہو چکا ہے کہ ضرور انہی کو مدد دی جاویگی اور ضرور ہمارا لشکر ہی غالب رہے گا (والصفت ۵)

ھ- وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰی قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا وَ کَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ یعنی البتہ تحقیق ہم نے تجھ سے پہلے رسول انکی قوم کی طرف بھیجے پس آئے اُنکے پاس کھلے کھلے نشانوں کے ساتھ پس ہم نے اُن لوگوں سے جنہوں نے قطع تعلق کیا انتقام لیا اور ہم پر مومنوں کی مدد کرنا لازم ہے (روم-۵)

و- اَلَیْسَ اللّٰهُ بِکَافٍ عَبْدَهٗ - (ترجمہ) کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں ہے۔

اس طرح اگرچہ دشمن شب و روز اسی دُھن میں لگ رہے تھے کہ جس طرح بن پڑے اسلام کو نیست و نابود کریں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قادر خدا ہر آن آپکو یقین دلاتا تھا کہ دشمنوں کے مقابلہ میں آپکو ایسی ہی آسمانی امداد اور الٰہی نصرت پہنچے گی

جس طرح پہلے نبیوں کو پہنچی تھی اور یہ کہ انجام کار آپ ہی ضرور کامیاب ہوں گے اور دشمنوں کی کوششیں سب کی سب فضول اور بیکار رہیں گی۔ اس اڑے اور بظاہر مایوسی کے وقت میں اُس علیم و قادر خدا کے سوا اور کون تھا جو ایسی تسلی و تشفی دے سکتا۔ جب آنحضرت صلعم اور آپکے صحابہ رضی اللہ عنہم پر مکہ میں جینا تک دوبھر ہو رہا تھا ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے اچھے وقت آنیکی خوشخبری دیدی تھی چنانچہ فرمایا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا (انشراح) ترجمہ تحقیق سختی کے ساتھ آسانی ہے۔ ایک اور جگہ بھی ایسا ہی ارشاد ہے وَ لَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُولٰى (ترجمہ) اور البتہ پچھلی حالت تیرے لیئے بہتر ہے پہلی حالت سے (الضحیٰ)

پیارے ناظرین! خدا کے کلام میں جہاں پر آنحضرت صلعم کو تائید الٰہی کی بشارت دیگئی تھی وہیں آپکے خونخوار دشمنوں کو۔ جو اسلام کی تباہی و بربادی میں کوشاں اور مسلمانوں کی بیخکنی کے درپے تھے۔ صاف بتلا دیا گیا تھا کہ انکو اپنی بداعمالیوں کی سزا آئندہ جہان میں تو اپنے وقت پر ملے گی لیکن اسی دنیا میں اُنکے لیئے عذاب الیم کا ذخیرہ موجود ہے۔ اور وہ جلدی اپنے کیفر کردار کو پہنچکر رہیں گے۔ ان دشمنان اسلام کو کھول کھولکر سنا دیا گیا تھا کہ جو راہ تم نے اختیار کی ہے وہ بہت خطرناک اور سخت تباہ کن ہے۔ دیکھو یاد رکھو تمھاری طاقت ٹوٹ کر رہے گی اور انجام کار اسلام کے سر پر ہی کامیابی کا تاج پہنایا جائیگا چنانچہ ذیل میں چند آیات کریمہ درج کیجاتی ہیں جنمیں اس امر کی صاف تصریح کر دیگئی تھی کہ دشمن لاکھ کوششیں کریں ناخنوں تک زور لگائیں مگر آخری فتح ہو گی تو مسلمانوں کی۔ وہ آیات یہ ہیں۔

اوّل۔ وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ (ترجمہ) کہدے (اے محمد) کہ حق آگیا ہے اور باطل گم ہو گیا تحقیق باطل گم ہو جانیوالا ہے (بنی اسرائیل ۹)۔ یہی آیت مجید تھی جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسوقت تلاوت فرمایا تھا جب آپکے ارشاد سے عربوں کے بڑے بڑے بُت کعبہ شریف میں سے گرا کر زمین سے پیوست کیئے جا رہے تھے۔ اس موقعہ پر مذکورہ بالا آیت

کے پڑھنے سے آنحضرت صلعم کا یہ منشا رتھا کہ حاضرین کو وہ پیشگویاں یاد دلائیں جو اسلام کی آخری کامیابی کے متعلق بہت عرصہ پہلے کیگئی تھیں اور جنکا ایسی وقت اعلان کیا گیا تھا جب مغرور قریش اسلام کو پاؤں تلے دبارہے تھے۔

دوم۔ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ (انبیاء-۲) ترجمہ بلکہ مارتے ہیں ہم حق کو باطل پر اور وہ اسکا سر توڑتا ہے پس ناگہاں وہ فنا ہوجاتا ہے۔

سوم۔ وَيَسْتَنْبِئُونَكَ أَحَقٌّ هُوَ قُلْ إِي وَرَبِّي إِنَّهُ لَحَقٌّ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ ۝ (یونس ۵) ترجمہ۔ اور خبر پوچھتے ہیں تجھ سے کیا سچ ہے وہ کہہ ہاں قسم ہے میرے پروردگار کی تحقیق البتہ وہ حق ہے اور تم عاجز کرنے والے نہیں ہو۔

چہارم۔ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِمَّا يَمْكُرُونَ ۝ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ (نحل ۱۶) اور مت غمگین ہو اُنپر اور مت تنگدل ہو اُنکی تدبیروں سے تحقیق اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔ اور محسنوں کے ساتھ۔

آیات مذکورہ بالا یا انکے ہم معنے دوسری پیشگویاں جو اسلام کی آخری کامیابی اور فتح کی خبر دیتی تھیں خصوصاً اس لیئے قابل توجہ ہیں کہ اُنکا اعلان ایسے وقت ہوا تھا جب معاملات کی صورت ہی دگرگوں تھی اور کوئی ظاہری آنکھ قطعاً انکے پورا ہونیکی امید نہ کرسکتی تھی اس وقت دشمن اپنے پورے عروج پر اور مسلمان نہایت ہی قابل رحم حالت میں تھے۔ جسطرح کفار نے دن بدن زیادہ سختی اور ایذادہی شروع کی اسی طرح خدائی عذاب کے وعید بھی صاف صاف اور سخت الفاظ میں نازل ہونے شروع ہوگئے۔ چنانچہ ذیل کی پیشگویاں ملاحظ ہوں جو تکلیف زدہ مظلوم نبی نے اپنے تندخو اور غصہ ور ایذادہندہ دشمنوں کو انکی پوری طاقت کے وقت سنائی تھیں اور وہ ہیں۔ (۱) سَيُصِيبُ الَّذِينَ

اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ

البتہ ان مجرموں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذلت پہنچیگی اور سخت عذاب بسبب اُسکے کہ تھے مکر کرتے (انعام - ۱۵)

(ب) قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ .... لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ (انعام ۸)

ترجمہ - یعنی کہ وہ قادر ہے کہ بھیجے تم پر عذاب تمھارے اوپر سے یا تمھارے پاؤں کے نیچے سے یا ملا دیوے تمکو گروہیں مختلف کر کر اور بعض کو بعض کی لڑائی کا مزہ چکھاوے .... ہر ایک خبر کیلیئے ایک وقت مقرر ہے اور تمھیں جلد ہی خبر ہو جائیگی۔

(ج) اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝ ترجمہ - تحقیق جس (عذاب) کا تمھیں وعدہ دیا گیا ہے وہ ضرور آرہا ہے اور تم عاجز نہیں سکوگے۔ (انعام ۱۶)

(د) وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ وَاُمْلِيْ لَهُمْ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ۝ ترجمہ - اور جنھوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو البتہ درجہ بدرجہ کھینچیں گے ہم انکو اس طرح سے کہ انکو خبر نہ ہوگی - البتہ میرا جنگ بڑا مضبوط ہے۔ (اعراف - ۲۳)

(ھ) اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ۝ ترجمہ - ان استہزا کرنیوالوں کیلیئے تیری طرف سے ہم خود ہی کافی ہیں۔ (نحل - ۶)

(و) قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ۝ (سبا - ۶) کہہ سوائے اسکے نہیں کہ نصیحت کرتا ہوں میں تمکو ایک بات کی یہ کہ کھڑے ہو اللہ کے لیئے دو دو ایک ایک ہوکر پھر فکر کرو - تمھارے یار کو کچھ جنون نہیں ہے وہ نہیں ہے مگر

ڈرانیوالا انکو ایک سخت عذاب سے پیشتر۔

ان پیشگوئیوں کی عظمت کا اندازہ صرف اسی وقت لگایا جا سکتا ہے جب ہم اس امر پر غور کریں کہ پیشگوئیوں کے وقت دشمن اپنی پوری طاقت میں تھے اور غریب مسلمانوں کو سر چھپانیکے لیئے بھی جگہ نہیں ملتی تھی۔ جب ان آیات کریمہ کا نزول ہوا تھا تو مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ انکو پکڑ پکڑ کر سورج کی جلانیوالی دھوپ میں صحرا کی گرم ریت پر لٹایا جاتا تھا اور بھاری بھاری پتھر انکے سینہ پر رکھے جاتے تھے۔ اس مصیبت میں پیاس کے مارے انکی زبانیں منہ سے باہر نکل پڑتی تھیں۔ اللہ اللہ ایسی بیکسی کا عالم اور تسپر یہ پُر زور پیشگوئیاں بھلا کس بشر کا حوصلہ تھا کہ ایسے بگڑے وقت میں اپنے اچھے انجام کا اندازہ کرتا ہاں یہ اس قادر مطلق خدا کا کام تھا جو عالم الغیب اور ازل و ابد کا علیم ہے اور جس نے اپنا پیارا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) شہر مکہ میں مبعوث فرمایا تھا بس صرف اُس کے قبضۂ قدرت میں تھا کہ ظالموں کو مغلوب اور مظلوموں کو غالب کرتا اور آیندہ آنیوالے واقعات کا ایک عرصہ پہلے اعلان کرا دیتا۔

ناظرین! اگر آپ ان پیشگوئیوں کی پوری پوری طاقت کا صحیح صحیح اندازہ لگانا چاہیں تو تھوڑی دیر کیلیئے میدان خیال میں قوت متخیلہ کے تیز رو اسپ کو ایڑی لگا کر اُس زمانہ میں پہنچ لیں جب رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے صحابہ رضی اللہ عنہم مکہ کے شہر میں ایذا اور تکالیف سے بھری ہوئی زندگی بسر کر رہے تھے اور جب متکبر ابوجہل اور اسکے طاقتور مددگار مکہ کے گلی کوچوں میں مسلمانوں کی تضحیک و تحقیر کر رہے تھے۔ یہاں پہنچکر آپ دیکھیں گے کہ ایک طرف تو مکہ والے اسلام کے تباہ کرنیکے لیئے سر توڑ کوششیں کر رہے ہیں اور تمام ظاہری سامان بھی انکا ہی ساتھ دیتے دکھائی پڑتے ہیں۔ اب دوسری طرف نظر ڈالیں گے تو آپکے سامنے یہ نظارہ ہوگا کہ ایک مظلوم ستم رسیدہ مگر عالی حوصلہ صابر انسان کھڑا ہے اور بڑی جرأت سے ان طاقتور دشمنوں کو للکار للکار کر

کہہ رہا ہے تم کیا اور تمھاری بساط کیا دیکھو میرا خدا مجھے کامیاب کریگا اور تم خائب و خاسر ہو گے۔

ناظرین! جب آپ عالم خیال کے اس عجیب منظر کو دیکھ چکیں پھر انصاف کو مدنظر رکھکر ہمارے اس سوال کا جواب دیں کہ آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خود اپنی یہ طاقت ہو سکتی تھی کہ قریش جیسے جابر دشمنوں کو مفصلہ ذیل کلمات کہتے؟۔ آپکو یقیناً ماننا پڑیگا کہ یہ خدا کا کلام تھا اور اُسکی اعانت اور مدد کے بغیر کس کی مجال تھی کہ ایسے وقت پہ یہ پُرزور الفاظ کہتا۔ جو ان آیات کریمہ میں موجود ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔

ا۔ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ (انعام ۱۶) یعنی کہدے (اے نبی) اے میری قوم تم پورے زور سے کوشش کرو۔ تحقیق میں بھی اپنا کام کیے جاتا ہوں میں عنقریب تمھیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ فریقین میں سے کون شخص آخر کار کامیاب ہوگا تحقیق ظالم کبھی بامراد نہیں ہوتے۔

ب۔ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ۝ (یونس۔ ۸) یعنی اُنکو (اپنے دشمنوں کو) نوح (علیہ السلام) کی خبر پڑھکر سُنا کہ جب انہوں نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ بھائیو! اگر میرا رہنا اور سمجھانا تمپر گراں گذرتا ہے تو میرا بھروسہ اللہ ہی پر ہے پس تم اور تمھارے ٹھہرائے ہوئے شریک (سب ملکر) اپنی بات ٹھہرالو پھر تمھاری وہ بات تم میں سے کسی پر مخفی نہ رہے (تاکہ سب اُس تدبیر میں شریک ہوسکیں) پھر جو کچھ تم نے کرنا ہے میرے ساتھ کر گذرو اور مجھے مہلت نہ دو۔

ج۔ حضرت ہود علیہ السلام کی زبان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو سنایا۔

.... فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ۝ اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ

رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ (هود - ۵) ترجمہ - پس سب ملکر تم میرے ساتھ جنگ کرلو اور مجھے مہلت نہ دو - میرا بھروسا اللہ تعالیٰ پر ہے جو میرا بھی رب ہے اور تمھارا بھی رب ہے -

د - پھر حضرت شعیب علیہ السلام کے الفاظ ہیں آپنے اپنی قوم کو سُنایا -

.... وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ؕ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ؕ وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ۝ (ہود - ۸) ترجمہ ....

اے میری قوم تم اپنے پورے زور سے کوشش کرو - مَیں بھی اپنا کام کرتا ہوں - عنقریب تمھیں معلوم ہوجائیگا کہ کس (فریق) پر ذلیل کرنیوالا عذاب آئیگا اور کون جھوٹا ہے - تم انتظار کرو - مَیں بھی تمھارے ساتھ انتظار کرتا ہوں -

ھ - قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰىٓ اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ وَاِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ (انبیاء - ۷) ترجمہ - کہدے تحقیق وحی اُتاری گئی ہے میری طرف کہ تمھارا معبود صرف ایک ہی ہے - پس کیا تم فرمانبردار بنتے ہو یا نہیں اور مَیں نہیں جانتا آیا جو تم وعدہ دیئے گئے ہو وہ قریب ہے یا دُور ہے -

مذکورہ بالا آیات سب کی سب مکّی ہیں یعنی ان کا نزول مکّہ ہی میں ہوا تھا دیکھیئے ان آیات میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یقین اور دلیری کے ساتھ اپنے خونخوار دشمنوں کو چیلنج دیتے ہیں اور اُنکو کھول کھول کر کہتے ہیں کہ تم سے ہماری مخالفت میں جو کچھ ہوسکے اسمیں ڈھیل نہ کرو لیکن مجھے یقین ہے کہ میرا خدا جس نے آیندہ واقعات کی مجھے خبر دی ہے وہ اسلام کو کامیاب کریگا اور مخالفین ہلاک ہوں گے -

ناظرین! یہ چونکا دینے والے الفاظ کسی طرح سے ایک بے کس انسان کی بناوٹ نہیں ہوسکتے بلکہ یقیناً یہ اُس قادر مطلق خدا کی طرف سے الہام کیئے گئے تھے جو اسلام کے دشمنوں کو تباہ اور اپنے پیارے نبیؐ کو کفار پر فتحیاب کرنے پر قدرت رکھتا تھا -

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مشکلات مکہ میں پیش آئیں اور جن حالات کے ماتحت آپکو اپنا کام کرنا پڑا وہ ایسے نہیں تھے کہ انسے کوئی انسان تائید الٰہی کے بغیر عہدہ برآ ہوسکتا یہ ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخر کامیاب ہوئے اور کامیابی بعینہٖ اُسی طرح ہوئی جس طرح مُدت پہلے بتلایا گیا تھا پس اگر کوئی غور کرے تو مذکورہ بالا آیات کریمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کی طرف سے مبعوث ہونیکا ایک زبردست ثبوت ہے۔ اسلام کے دشمنوں کی نظر چونکہ مسلمانوں کی ظاہری بیکسی اور اپنی عظمت وجبروت پر تھی اسلیئے انکے واہمہ میں بھی نہ آتا تھا کہ یہ پیشگوئیاں پوری ہوکر رہیں گی۔ وہ پیشگوئیوں کو سن سُنکر ہنسی اُڑاتے اور کہتے تھے اَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ خَیْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِیًّا ٥ (مریم - ۵) یعنی (بتاؤ تو بھلا) فریقین میں سے کون بہتر حالت میں ہے؟ اور کس کی جماعت بہتر ہے؟۔

اللہ تعالیٰ نے ان سوالوں کا جو جواب دیا وہ یہ ہے۔ وَکَمْ اَھْلَکْنَا قَبْلَھُمْ مِّنْ قَرْنٍ ھُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْیًا (مریم - ۵) ترجمہ۔ اور ہم ان سے پہلے بہت سی جماعتوں کو ہلاک کرچکے ہیں جنکے ساز وسامان اور جنکی رود اد ظاہری ان سے کہیں عمدہ تھی۔ اور فرمایا فَسَیَعْلَمُوْنَ مَنْ ھُوَ شَرٌّ مَّکَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا (مریم - ۵) ترجمہ۔ پس عنقریب انکو معلوم ہوجائیگا کون بدتر ہے مرتبہ میں اور کس کا جتھا زیادہ کمزور ہے۔

جب قریش نے کہا نَحْنُ جَمِیْعٌ مُّنْتَصِرٌ ہم بدلہ لینے والی جماعت ہیں (قمر - ۳) یعنی یہ کہ ہمارا ایک زبردست جتھا ہے اور آخرکار یہی غالب رہیگا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مفصلہ ذیل جواب بتلایا گیا سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۔ عنقریب یہ جماعت شکست دیجائیگی اور یہ پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے (قمر - ۳) یعنی یہ جتھا تباہ ہوگا اور اُنکو (قریش کو) اپنا سامنہ لیکر بھاگنا پڑیگا۔ کیا یہ الفاظ ایک فانی انسان کی اپنی بناوٹ ہوسکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ یہ خدا کا کلام تھا اور اس نے بار بار اطلاع دی تھی کہ ان لوگوں کا جتھا انکے کسی کام نہیں آئیگا۔ چنانچہ فرمایا اَمَّنْ

هٰذَا الَّذِیْ هُوَ جُنْدٌ لَّکُمْ یَنْصُرُکُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ۭ اِنِ الْکٰفِرُوْنَ اِلَّا فِیْ غُرُوْرٍ ۝ بھلا! خدائے رحمٰن کے سوا ایسا کون ہے جو تمھارا لاؤ لشکر بنکر تمھاری مدد کرے۔ بے شک منکر لوگ محض دھوکے میں ہیں۔ (ملک - ۲)

پھر فرمایا حَتّٰٓی اِذَا رَاَوْا مَا یُوْعَدُوْنَ فَسَیَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّ اَقَلُّ عَدَدًا - قُلْ اِنْ اَدْرِیْٓ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْٓ اَمَدًا - ترجمہ - یہانتک کہ جب دیکھیں گے اُس عذاب کو جس کا انسے وعدہ کیا جاتا ہے تو اُسوقت اُن کو معلوم ہو جاوے گا کہ کس کے مددگار بودے ہیں اور کس کا جتھا کم ہے۔ (اے نبی اللہ) ان لوگوں سے کہو کہ جس عذاب کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ مَیں نہیں جانتا کہ وہ نزدیک ہے یا میرا پروردگار ایک خاص وقت تک اُسکو ملتوی رکھیگا۔ (جن - ۲)

خدائے تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو متواتر اس امر پر متنبہ کیا کہ وہ اُن لوگوں کے حالات و انجام پر غور کریں جنھوں نے پہلے انبیاءؑ کی مخالفت کی تھی اور اُنکو ایذا پہنچائی تھی۔ قرآن کریم میں پہلے انبیاءؑ اور اُن کے دشمنوں کے حالات بیان کرنے سے منشا ہی یہ تھا کہ مکّہ والے پہلی مثالوں سے فائدہ اُٹھائیں اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت سے باز آئیں۔ چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہوا۔ لَقَدْ کَانَ فِیْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ (یوسف ۱۲) ترجمہ اس میں شک نہیں کہ ان لوگوں (انبیاء علیہم السلام) کے حالات میں عقلمندوں کے لیئے ایک سبق ہے۔

پھر دوسری جگہ فرمایا وَکَمْ اَهْلَکْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِی الْبِلَادِ هَلْ مِنْ مَّحِیْصٍ - اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَهُوَ شَهِیْدٌ -
ترجمہ - اور ان (کفار مکّہ) سے پہلے ہم نے کتنی اُمتیں ہلاک کیں کہ وہ ان سے طاقت میں کہیں بڑھ چڑھ کر تھیں۔ تو انھوں نے تمام شہروں کو چھان مارا کہ

کہیں بھاگنے کا ٹھکانہ بھی ہے۔ جو صاحب دل ہے یا کان لگا کر حضور قلب سے سنتا ہے اُس کے لیئے اِس میں نصیحت ہے (ق ۳۰)

پھر فرمایا۔ کَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (یونس ۴) اسی طرح اُن لوگوں نے جھٹلایا جو انسے پہلے تھے۔ پھر دیکھ ظالموں کا کیا انجام ہوا۔

غرض قرآن کریم نے جابجا کفار کو تنبیہ کی اور انجام بد سے ڈرایا اور بار بار فرمایا قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ یعنی کہہ (ان لوگوں کو) دنیا کی سیر کرو اور اُن لوگوں کا انجام دیکھو جنھوں نے پہلے انبیار کی تکذیب کی تھی۔ (انعام ۲)

ہر ایک نبی کا واقعہ جو قرآن کریم میں مذکور ہے وہ اس امر کی پیشگوئی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخر کار کامیاب ہوں گے اور اُنکے دشمن تباہ و ذلیل ہو جائیں گے۔ چنانچہ سورہ الشعرار میں حضرت موسیٰؑ۔ حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت نوحؑ حضرت ہودؑ۔ حضرت صالحؑ۔ حضرت لوطؑ اور حضرت شعیبؑ سات انبیارؑ کا ذکر کر کے بتلایا ہے کہ کس طرح خدائے تعالیٰ نے نبیوں کی نصرت کی اور انکے مخالفین کو مغلوب کر دیا۔ اس سورہ میں ہر ایک نبی کا ذکر ان الفاظ پر ختم ہوا ہے۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ یعنی اس نبی کے واقعات میں ایک نشان ہے اور اکثر انمیں ایمان لانیوالے نہیں ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ بھی محض اسلیئے بیان کیا گیا ہے کہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے بھائیوں یعنی قریش کے متعلق بہت سی پیشگوئیاں ہیں۔ چنانچہ سورہ یوسف کے شروع ہی میں یہ الفاظ ہیں۔ لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ۔ ترجمہ تحقیق یوسف اور اُسکے بھائیوں میں سوال کرنیوالوں کے لیئے بہت سے نشانات ہیں۔

پھر اس قصہ کے اختتام پر فرمایا ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ

اِلَیْکَ ۔ ترجمہ ۔ یہ غیب کی خبریں ہیں جنکو ہم تیری طرف وحی کرتے ہیں۔
اور اسمیں کلام بھی نہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے واقعات زندگی سے بڑی مشابہت رکھتا ہے ۔ جسطرح حضرت یوسف علیہ السلام
کے بھائیوں نے اپنے مقدس بھائی یوسفؑ کے خلاف سازش کی تھی اسی طرح قریش
نے اپنے بڑے خیر خواہ اور رحیم وکریم بھائی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سازش
کی۔ جس طرح یوسف علیہ السلام کو ویران بیابان میں کنوئیں کے اندر رہنا پڑا تھا اسی
طرح نبی کریم صلعم کو غار ثور کے اندر تین دن گذارنے پڑے ۔ جس طرح یوسف علیہ السلام کو
وطن سے بے وطن ہوکر ایک اجنبی ملک میں عزت ملی تھی اسی طرح آنحضرت صلعم کو
اپنے وطن مالوف سے ہجرت کر جانے اور ایک اجنبی شہر میں پناہ لینے کے بعد عزت
وجلال اور پوری فتح اور کامیابی حاصل ہوئی۔ پھر جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام
کے بھائیوں کو زمانہ کے تغیر نے ذلیل وپست کر کے اپنے بھائی کے سامنے
جھکایا تھا۔ جس طرح انکو مجبوراً اپنے گناہوں کا اقرار کر کے معافی کا خواستگار ہونا
پڑا تھا۔ اور جس طرح انکے منہ سے یہ کلمات نکلے تھے تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ
عَلَيْنَا وَإِنْ كُنَّا لَخَاطِئِيْنَ ۝ (سورہ یوسف ۱۰) یعنی بخدا اس میں کچھ شک
نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمکو ہم پر بڑی برتری دی اور بے شک ہم ہی قصور وار تھے ۔
بعینہٖ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی یعنی مغرور قریش کو اپنے کیئے پر
نادم ہونا پڑا اور مغلوب وخائب وخاسر ہوکر آخر مجبوراً معافی مانگنی پڑی اور بڑے
عجز وانکسار سے اپنے تئیں آنحضرت صلعم کے رحم پر چھوڑ کر انکو یہ الفاظ کہنے پڑے
خیرا ۔ اخ کریم وابن اخ کریم وقد قدرت یعنی اے کریم بھائی اور
اے کریم بھائی کے بیٹے ہم پر مہربانی اور رحم کیجیے ۔ اور درحقیقت آپ کو اب ہم پر
قدرت حاصل ہے"۔ اب ملاحظہ ہو کہ جس طرح حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کو
صرف معاف ہی نہیں کیا تھا بلکہ انکے ساتھ مہربانی کا برتاؤ بھی فرمایا تھا اسی طرح
حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے سارے شہر کی جان بخشی فرمادی اور ایسا

کرتے وقت وہی الفاظ استعمال فرمائے جو کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے منہ سے ملک مصر میں نکلے تھے پس اس طرح جو پیشگوئی سورہ یوسف میں کئی سال پہلے نازل ہوئی تھی وہ فتح مکہ کے دن لفظ بہ لفظ پوری ہوئی۔

حاصل کلام قرآن کریم میں جسقدر انبیاء کے قصص بیان کیئے گئے تھے وہ سب پیشگوئیاں تھیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح اور دشمنوں کی شکست اور سزا پر دال تھیں۔

اسلام کے ضدی دشمن برابر مسلمانوں کو ایذا پہنچاتے رہے اور ساتھ ہی انکو عذاب الٰہی سے بھی برابر ڈرایا جاتا رہا لیکن وہ بدبختی سے اپنے کیئے پر نادم ہونیکے بجائے بالکل لاپروائی سے کام لیکر پوچھا کرتے مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ کب یہ وعدہ پورا ہوگا اگر تم سچے ہو۔ (سبا-۳) یعنی اگر تم راہ راست پر ہو تو ہمیں بتلاؤ کہ یہ پیشگوئیاں پوری کب ہونگی؟ قرآن کریم میں کفار کے اس سوال کا اکثر جگہ ذکر آیا ہے چنانچہ سورہ ہود میں ہے وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰۤى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ (ہود-۱) اگر ہم نے اُن کے عذاب میں ایک عرصہ کے لیئے تاخیر کر دی تو وہ کہتے ہیں۔ کونسی چیز عذاب کو روکے ہوئے ہے۔

اب ان سوالوں سے جو نتیجہ نکلتا ہے وہ یہ ہے کہ قریش کے خیال میں یہ سب پیشگوپاں ناممکن الوقوع تھیں کیونکہ بظاہر وہ طاقتور اور مسلمان سخت کمزور تھے اپنی طاقت اور مسلمانوں کی کمزوری کا موازنہ و مقابلہ کرکے انکو صاف دکھائی دیتا تھا کہ ایسی پیشگوئیاں قطعاً پوری نہیں ہوسکتیں جنمیں مسلمانوں کی آخری فتح اور کامیابی کا ذکر تھا۔ ان سب سے بڑھکر جو بات قریش کو تحیر وتعجب میں غرق کرنیوالی تھی وہ ان پیشگوئیوں کا اعلان تھا جو بتلا رہی تھیں کہ ایک دن بُت پرستی کا بہ تمام و کمال خاتمہ ہو جائیگا۔ واقعی یہ ایک حیرت انگیز امر تھا کہ مکہ کے زبردست اور طاقتور بُت پرست جنہوں نے اسلام کو نیست و نابود کرنیکا بیڑا اُٹھا رکھا تھا آخر

خود بالکل نسیاً منسیاً ہو جائیں گے اور مکّہ کی بُت پرست بستی آخر ایک اسلامی شہر بنجائیگا
اللہ - اللہ - ایک طرف تو غریب نو مسلموں پر اُنکے طاقتور دشمن طرح طرح کے ظلم و
ستم کر رہے ہیں اور دوسری طرف خدائے تعالیٰ کا کلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل
ہو کر خبر دیتا ہے اور واضح خبر دیتا ہے کہ دیکھو تمھارے خطرناک دشمنوں کی بستی
ایک دن اسلامی بستی ہو جائیگی۔

مصنف ناظرین! ہم آپ سے ہی پوچھتے ہیں کہ آیا یہ تعجب انگیز اور حیرت افزا
اعلان کسی انسان کی طرف سے ہو سکتا تھا؟ کیا آدم کے کسی بیٹے کی مجال ہے
کہ وہ دشمن کی پوری اور زبردست جمعیت کے مقابلہ میں اپنی کمزور اور مختصر سی
جماعت کی نسبت یہ کہہ سکے کہ آخر تھوڑے بہتوں پر غالب آئینگے؟ لیکن نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا اور ہوا بھی وہی جو آپ کے مُنہ سے نکلا تھا۔ ہاں یہ
ضرور تھا کہ وہ خود کچھ نہیں کہتا تھا بلکہ جو کچھ خدائے تعالیٰ کی طرف سے اسپر نازل
ہوتا تھا اسی کا اعلان کر دیتا تھا غرض جو بات بظاہر ناممکن اور محال تھی وہ آخر
اُسی طرح ہوئی جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مُنہ سے نکلی تھی۔ اگر کوئی ہمارے
اس دعویٰ کا ثبوت چاہے تو ذیل کی آیات کو ملاحظہ کرے جو سب کی سب مکّی
ہیں یعنی مکّہ میں ہی نازل ہوئی تھیں۔ ان آیات کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوگا کہ یہ
پیشگوئی صرف مکّہ تک محدود نہ تھی بلکہ اس میں تمام عرب کی طرف اشارہ تھا۔ شاید اس
صورت میں تعجب کرنیوالوں کا تعجب اور زیادہ ہو جائے گا۔ بہر حال ہم ذیل میں
اس پیشگوئی کے متعلق چند آیات نقل کرتے ہیں۔

ا۔ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا
عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ - اور تحقیق ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد یہ لکھ
دیا ہے کہ زمین کے وارث صالح لوگ ہوں گے (انبیاء - ۷)

ب۔ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ
وَالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ - جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ

بِالْبَیِّنٰتِ فَرَدُّوْٓا اَیْدِیَھُمْ فِیْٓ اَفْوَاھِھِمْ وَقَالُوْٓا اِنَّا کَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ
بِہٖ وَاِنَّا لَفِیْ شَکٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَیْہِ مُرِیْبٍ ۝ قَالَتْ رُسُلُھُمْ
اَفِی اللّٰہِ شَکٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ یَدْعُوْکُمْ لِیَغْفِرَ لَکُمْ مِّنْ
ذُنُوْبِکُمْ وَیُؤَخِّرَکُمْ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۔
تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا کَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ
مُّبِیْنٍ ۝ ..... وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِرُسُلِھِمْ لَنُخْرِجَنَّکُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ
اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا ۔ فَاَوْحٰٓی اِلَیْھِمْ رَبُّھُمْ لَنُھْلِکَنَّ الظّٰلِمِیْنَ وَ
لَنُسْکِنَنَّکُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِھِمْ ذٰلِکَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ وَخَافَ
وَعِیْدِ ۝ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ کُلُّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ ۝ (ابراہیم - ۲)

ترجمہ ۔ کیا نہیں پہنچی تم کو خبر اُن لوگوں کی جو تم سے پہلے تھے نوحؑ کی قوم کی ۔ عاد کی اور
جو اُن سے بعد ہوئے ۔ نہیں جانتا اُنکو کوئی سوائے اللہ کے ۔ آئے تھے اُن کے پاس
اُن کے رسول کھلی کھلی نشانیاں لیکر ۔ پس ڈالے انہوں نے (یعنی مکذبین نے) اپنے
ہاتھ اپنے مونہوں میں اور کہا انہوں نے تحقیق کفر کیا ہم نے ساتھ اُس چیز کے
جسکے ساتھ تم بھیجے گئے ہو ۔ اور ہم البتہ شک میں ہیں اُس چیز سے جسکی طرف تم
ہمیں پکارتے ہو ۔ بڑے شک میں .... اور کافروں نے اپنے رسولوں کو کہا
ہم تمکو اپنی زمین سے نکال دینگے یا البتہ تم پھر آؤ گے ہمارے مذہب میں ۔ پس وحی
بھیجی اُنکی طرف اُنکے رب نے کہ البتہ ہلاک کرینگے ہم ظالموں کو اور ضرور بسا دینگے ہم
تمکو زمین میں اُنکے بعد ۔ یہ واسطے اُس شخص کے ہے کہ ڈرتا ہے میرے روبرو
کھڑے ہونیسے اور ڈرتا ہے میرے عذاب سے ۔ اور فتح مانگی انہوں نے اور نامراد ہوا
ہر ایک سرکش دشمنی کرنے والا ۔

ج ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہؓ کو مخاطب کرکے وہی الفاظ پڑھکر سناتے
ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو کہے تھے یعنی اِسْتَعِیْنُوْا
بِاللّٰہِ وَاصْبِرُوْا ۔ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ یُوْرِثُھَا مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ

وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ۔ ...... عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ۔ (الاعراف ۱۵)

ترجمہ۔ مدد مانگو اللہ سے اور صبر کرو۔ تحقیق ملک اللہ ہی کا ہے وارث کرتا ہی اُسکا جسکو چاہے اپنے بندوں سے اور انجام متقیوں کے لیئے ہی ہے .... قریب ہے یہ کہ ہلاک کرے رب تمھارا تمھارے دشمن کو اور جانشین بنائے تمکو اُن کے بعد زمین میں۔ پس دیکھے کیسے تم عمل کرتے ہو۔

سورہ رعد میں ایک مثال بیان کیگئی ہے جس میں اسلام کے دشمنوں کو جو بظاہر زبردست معلوم ہوتے تھے ندی کے پانی پر کی جھاگ سے تشبیہ دی ہے۔ اور مسلمانوں کو جو اُسوقت اپنے زبردست دشمنوں کے پاؤں تلے دب رہے تھے پانی کے مشابہ قرار دیا ہے۔ اور بتلایا ہے کہ گو پانی اب جھاگ سے ڈھکا ہوا ہے لیکن یہ جھاگ بیٹھ جائے گی اسکا نام ونشان مٹ جائیگا اور آخرکار چمکتا ہوا شفاف پانی ہی چاروں طرف دکھائی دیگا یعنی اسلام کے دشمن نیست ونابود ہو جاینگے اور مسلمان اُنکی جگہ ملک کے وارث بنیں گے۔ اسی سورہ شریف میں ایک اور مثال بیان کی گئی ہے جسمیں کفار کو اُس میل سے تشبیہ دیگئی ہے جو سونے کو کٹھالی میں ڈالنے اور آگ دینے سے خارج ہوجاتی ہے اور فرمایا گیا ہے کہ جسطرح سونے کی میل جل جاتی ہے تو خالص دھات باقی رہ جاتی ہے اسی طرح مسلمانوں کے دشمن نار حرب میں جل کر خاک سیاہ ہوجائیں گے اور باقی خالص خدائے تعالیٰ کے پیارے اور مخلص لوگ یعنی مسلمان رہ جائیں گے۔ چنانچہ فرمایا اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا وَ مِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ۔ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ ۵ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً وَ اَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ۵ اُسی نے آسمان سے پانی برسایا پھر اپنی اپنی سمائی کے قدر نالے

یہ نکلے پھر جھاگ جو اوپر آگیا تھا اُسکو سیلاب نے اُٹھالیا۔ اور یہ جو لوگ زیور یا دوسرے ساز و سامان کے لیئے دھاتوں کو آگ میں تپاتے ہیں اس میں بھی اسی طرح کا جھاگ ہوتا ہے۔ یوں اللہ حق اور باطل کی مثال بیان فرماتا ہے سو جھاگ تو رائیگاں جاتا ہے اور وہ چیز جو لوگوں کے لیئے نافع ہوتی ہے وہ زمین میں ٹھہری رہتی ہے اللہ لوگوں کے سمجھنے کیلیئے اسطرح مثالیں بیان فرماتا ہے۔ (رعد - ۲)

کفار کی تباہی سے بھی بڑھکر حیرت افزا ایک اور پیشگوئی ہے جسمیں بتلایا گیا تھا کہ لوگ اسلام کی سچائی کے بہت سے نشان اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔ جب لوگوں نے بے صبری سے پُوچھا کہ یہ نشان کب پورے ہونگے؟ تو خدائے تعالیٰ نے فرمایا خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ؕ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ۝ پیدا کیا گیا ہے آدمی جلدی سے۔ عنقریب دکھاؤں گا مَیں تمکو اپنی نشانیاں۔ پس جلدی مت کرو مجھ سے (انبیاء - ۳) ایک اور جگہ فرمایا وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ (القصص ۷) ترجمہ۔ اور کہدے اللہ ہی کے لیئے سب تعریف ہے عنقریب دکھائیگا وہ تم کو اپنی نشانیاں پس تم پہچان لوگے اُنکو اور تیرا رب غافل نہیں ہے اُس سے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔

پھر مندرجہ ذیل آیت میں تو صاف کھولکر بتلا دیا کہ اُن لوگوں کو اسقدر نشانات دکھائے جائینگے جن کے دیکھنے سے وہ خود بخود اسلام کی سچائی پر ایمان لے آئیں گے اور وہ آیت کریمہ یہ ہے۔ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْۤ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ (فصلت ۶) ترجمہ۔ عنقریب ہم دکھائینگے اُنکو اپنی نشانیاں بیچ ملکوں کے اور بیچ جانوں اُن کی کے یہانتک کہ اُنکے لیئے ظاہر ہو جاویگا کہ تحقیق وہ حق ہے۔

اس آیت نے پہلی پیشگوئیوں پر مزید روشنی ڈالدی اور ظاہر کردیا کہ خدا کے نشانات صرف مکہ میں ہی ظاہر نہیں ہونگے بلکہ دوسری قوموں کو بھی دکھائے

جائیں گے۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ صرف قریش کے مقابلہ میں نصرت الٰہی ملیگی بلکہ دوسری قوموں کے مقابل وہی تائید الٰہی آپکے شامل حال رہیگی۔ اس سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ آنحضرت صلعم کی مخالفت کے لیئے ایک نہیں بلکہ کئی ایک دشمن کھڑے ہونگے۔ اور سب کے سب ناکام ونامراد ہوکر اپنے انجام سے یہ ثابت کردیں گے کہ خدائے تعالیٰ آنحضرت صلعم کے ساتھ ہے آپکے دشمنوں کے ساتھ نہیں۔

پیارے ناظرین! یہ پیشگوئی اُسوقت پوری ہوئی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ سے ہجرت کرنی پڑی اور دشمنوں کی متفقہ جماعتوں سے مقابلہ کرنا پڑا۔ مکّہ میں تو آپ کو صرف قریش سے ہی سابقہ تھا لیکن مدینہ میں پناہ گزین ہونیکے بعد مزید مشکلات اور زیادہ دشمنوں کا سامنا کرنا پڑا۔ یہاں پر آپ کو ایک طرف تو قریش کے حملوں کا دفعیہ کرنا تھا جو اسلام کے نازک پودے کو جڑھ سے اکھاڑنے پر تُلے ہوئے تھے اور دوسری طرف خود اپنے تئیں اور اپنے صحابہ کو یہودیوں کی سازشوں اور شہر کے منافقوں کے حسد سے بچانا تھا۔ اسکے علاوہ آپکو کہیں تو قرب وجوار کے بدوی قبائل کی طرف سے لوٹ کھسوٹ کا خوف تھا اور کہیں صحرا کی بے شمار خانہ بدوش قوموں کے حملوں کا ڈر تھا اس پر ہی بس نہیں بلکہ شمالی عیسائیوں کی طرف سے بھی کھٹکا تھا کیونکہ وہ بھی قریش کی طرح مسلمانوں کے خطرناک دشمن تھے۔ ان سب سے بڑھکر جن دشمنوں کا خدشہ تھا وہ یونانی اور ایرانی حکومتیں تھیں پھر اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں آنحضرت صلعم کیوں کامیاب ہوئے؟ عدو کا ٹڈی دل لشکر کیوں ناکام ونامراد رہا؟ اور باوجود دشمنوں کی اَن تھک کوششوں کے اسلام کیوں پھلا پھولا بارور ہوا؟۔ ہماری طرف سے اسکا وہی جواب ہے جو اکثر دفعہ پہلے دیا گیا ہے یعنی محض خدائے تعالیٰ کی امداد سے اور اسی کی نصرت سے نبی کریم صلعم غالب اور دشمن مغلوب ہوئے۔ خدائے تعالیٰ نے ہر ایک ایسے ہاتھ کو روکدیا جو اُسکے حبیب پر قاتلانہ ارادہ سے اُٹھا ہر ایک ایسی کوشش کو بے سود کردیا۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں نے آپکی جان لینے کے لیئے کی اور اس طرح ایک نہیں بلکہ بے شمار نشانات دکھائے گئے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے دشمنوں پر غالب آنا ہی ایک عظیم الشان نشان تھا جو ظاہر کرتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے فرستادہ اور سچے رسول ہیں اور خدائے قادر و قیوم آپکا ناصر و محافظ ہے۔ پس خدائے تعالیٰ نے نہ صرف قریش کو نشانات اور پیشگوئیوں کا پورا ہونا دکھلایا بلکہ ہر مقام پر یہ نشان دکھلائے گئے تاکہ سچائی روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائے۔

الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے بیشمار دشمنوں پر انجام کار فتح پانا اور غالب آنا ہی ایک ایسا عظیم الشان معجزہ اور نشان ہے کہ جسکی نظیر صفحات تاریخ پر ہرگز نہیں ملتی۔ اگر اس فتح و ظفر کے ساتھ پیشگویاں۔ جو نبی کریم صلعم کی آخری فتح اور آپکے دشمنوں کی تباہی کا اظہار کرتی تھیں۔ نہ بھی ہوتیں تو بھی یہ کامیابیاں بجائے خود ایک ایک عجیب و غریب پُر جلال نشان تھے لیکن جیسا ہم بیان کر چکے ہیں ایسی پیشگویاں تھیں اور اُن کا اعلان بھی ایسے وقت ہوا تھا جب ظاہر آنکھ سے دیکھا جاتا تو دشمن نہایت طاقتور اور مسلمان نہایت کمزور تھے اور یہ وہ وقت تھا جب نبی کریم صلی اللہ وسلم کو خارج از برادری سمجھا جاتا تھا۔ اب اگر خود ان پیشگوئیوں کے اُنکے اعلان کے وقت اور آخر اُنکے پورا ہونے وغیرہ سب کو یکجا کیا جائے تو اس معجزہ کی عظمت دو بالا سہ بالا ہو جاتی ہے اور نبی کریم صلعم کی سچائی کیلئے ایک ہی ثبوت کافی ہے۔

اب یہاں ہم پھر اپنے ناظرین کی خدمت میں مؤدبانہ التماس کرتے ہیں کہ وہ ان پیشگوئیوں پر غور فرمائیں جنکا ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں اور اُنکے علاوہ اور بھی بہت سی ایسی پیشگویاں۔۔۔۔ مکّی سورتوں میں ملیں گی جو قابل مطالعہ ہیں ہاں ہم یہ بات اور کہتے ہیں کہ ان پیشگوئیوں پر غور کرتے وقت اُس زمانہ اور اُن حالات کا ضرور خیال رکھیں جب اور جنکے ماتحت ان پیشگوئیوں کا اعلان کیا گیا تھا۔ اس غور کے بعد ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ جس شخص کو انصاف سے ذرا بھی مس ہوگا وہ ضرور اس معجزہ کی اہمیت اور عظمت کا قائل ہو جائیگا۔ اور اسے ماننا پڑیگا کہ

کہ جس امر کا نبی عربی صلعم نے مکّہ میں اعلان کیا تھا اور جو عظیم الشان پیشگوئی آپ نے مخالفت کی عین بلندی کے وقت فرمائی تھی وہ کسی بنی آدم کیطرف سے ہرگز ہرگز ہو ہی نہیں سکتی اور پھر اُس کا عجیب وغریب طرز سے لفظ بہ لفظ پورا ہوجانا تاریخ عالم میں اپنی نظیر آپ ہے۔ اعدار نے آپکے راستہ میں طرح طرح کی رُکاوٹیں ڈالیں آپ اور آپکے صحابہؓ کو تباہ کرنیکی ہر ایک ممکن کوشش کی لیکن باوجود ان سب کارروائیوں کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کامیاب ہوئے اور آپکو کامیابی بھی وہ حاصل ہوئی جو بےمثل اور بےنظیر ہے اور یہی کامیابی اس امر کا بدیہی ثبوت ہے کہ آپ کا مددگار اور ناصر خود خدائے تعالیٰ تھا۔

خدائے تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ اگر قریش کے شریر آدمی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکّہ چھوڑنے پر مجبور کرینگے تو دیر نہیں ہونے پائیگی کہ انکو بھی اپنے گھروں سے خارج اور تباہی اور بربادی کا شکار ہونا پڑیگا۔ چنانچہ فرمایا تھا وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ۝ (بنی اسرائیل ۸) ترجمہ۔ اور تحقیق نزدیک تھے کہ پھسلادیں تجھ کو اس زمین سے تاکہ نکالدیویں تجھ کو اس میں سے اور اسوقت نہ رہینگے پیچھے تیرے مگر تھوڑا عرصہ تم سے پہلے جتنے رسول ہم نے بھیجے اُن سب کے متعلق یہی دستور رہا ہے اور تو ہمارے دستور میں کوئی تغیر نہ پائیگا۔

یہ پیشگوئی بھی اُس دن کما حقہ پوری ہوئی جب ابوجہل اور دوسرے ائمۃ الکفر اسلام کی بیخکنی کا ارادہ کر کے مکّہ سے روانہ ہوئے اور روانہ بھی ایسے کہ کبھی واپس نہ ہوئے۔ یعنی میدان بدر پر خطرناک عذاب الٰہی کا شکار ہوکر وہیں کے وہیں کھیت رہے۔ اور اپنی موت سے اس کلام الٰہی کی صداقت پر مُہر لگا گئے۔

جنگ بدر نے اس پیشگوئی کے علاوہ خدائے تعالیٰ کے اُس کلام کو بھی پورا کیا جو ذیل کی عبارت میں مندرج ہے۔ اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ (القمر ۳) یعنی یہ کہتے ہیں کہ ہم بدلہ لینے والا گروہ ہیں۔ عنقریب شکست کھائیگا یہ گروہ اور پیٹھ پھیرینگے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ ہی میں تھے تو آپ پر خدائے تعالیٰ کا یہ کلام نازل ہوا تھا جس میں فرمایا تھا قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ۔ (السبا ۳) کہدے عنقریب جمع کریگا ہم (تم) کو ہمارا رب پھر فیصلہ کریگا ہمارے درمیان ساتھ حق کے اور وہی کشائش کرنیوالا جاننے والا ہے۔

خدائے تعالیٰ کے اس کلام میں جس اجتماع کی طرف اشارہ تھا وہ میدان بدر میں جمع ہوا اور اُسی وقت اللہ تعالیٰ نے انصاف فرماکر راستباز کو فتح عنایت کی۔ جب اس پیشگوئی کا اعلان کیا گیا تھا تو کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ ایسا اجتماع ہوگا اور قریش کے پاؤں تلے دبے ہوئے مسلمان بھی کبھی دشمنوں کے مقابلہ کرنیکی طاقت پائیں گے اور پھر مقابلہ بھی ایسا کرینگے کہ اپنے ایذا دہندوں کو کیفر کردار تک پہنچا چھوڑینگے۔ لیکن یہ ہونا تھا اور ہوا کیونکہ یہ کلام اس کا تھا جو علیم اور قادر مطلق ہے جسے ذرہ ذرہ کی خبر ہے اور جسکا ہر چیز پر راج ہے۔ مدینہ پہنچکر بھی مسلمان چونکہ اپنے بے شمار دشمنوں کے مقابلہ میں کمزور تھے اسلیئے خدائے تعالیٰ کی نصرت کے وعدے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وہاں بھی نازل ہوتے رہے۔ ذیل میں ہم وہ مدنی آیات بطور نمونہ درج کرتے ہیں جنہیں خدائے تعالیٰ نے مسلمانوں کو اُنکے دشمنوں پر کامیاب ہونے کی بشارت اور اپنی نصرت کے وعدے دئیے تھے۔ وہ آیات یہ ہیں۔

(ا) كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ (المجادلہ ۳) لکھ رکھا ہے (فرض کر رکھا ہے) خدا نے کہ البتہ غالب آؤنگا میں اور میرے رسول۔ تحقیق اللہ طاقت والا غالب ہے۔

(ب) اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (المجادلہ ۳) وہ (یعنی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) اللہ کا گروہ ہیں۔ خبردار تحقیق اللہ ہی کا گروہ وہی کامیاب بامراد ہونیوالا ہے۔

(ج) اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَادُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (المجادلہ - ۱) تحقیق جو لوگ اللہ اور اُسکے رسول کا خلاف کرتے ہیں وہ ہلاک کیے گئے جیسے ہلاک کیے گئے وہ لوگ جو اُنسے پہلے تھے۔

(د) وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ (محمدؐ - ۲) اور بہت بستیاں ہیں کہ وہ بہت سخت تھیں قوّت میں تیری بستی سے جس نے نکال دیا تجھکو۔ ہلاک کیا ہم نے انکو پس اُنکے واسطے کوئی مددگار نہ ہوا۔

(ھ) وَيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا (الفتح - ۱) اور اللہ تعالیٰ بڑی قوّت کے ساتھ تیری مدد کریگا۔

(و) اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۙ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ...... وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ۔ (الحج ۶) اجازت دیگئی واسطے اُن لوگوں کے کہ لڑائی کیے جاتے ہیں اور اللہ اُنکی مدد کرنے پر بڑا قادر ہے۔ جو لوگ کہ نکالے گئے ہیں اپنے گھروں سے بغیر حق کے صرف اسوجہ سے کہ وہ کہتے ہیں کہ "ہمارا ربّ اللہ ہے" ...... اور اللہ ضرور مدد کریگا اُس شخص کی جو اُس کے دین کی مدد کرتا ہے

(ز) فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ (توبہ - ۱۶) اگر یہ لوگ منہ پھیریں تو تو کہدے کہ مجھے اللہ کافی ہے۔ اُسکے سوا اور کوئی معبود نہیں اُسی پر میرا سہارا ہے اور وہ عرش عظیم کا ربّ ہے۔

(ح) اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ۔
(الانفال ۹) یعنی اگر تم میں سے بیس ثابت قدم شخص ہوئے وہ غالب آئیں گے دو سو پر۔ اور اگر ہوں تم میں سے سو تو وہ غالب آئیں گے ایک ہزار پر اُن لوگوں سے جو کہ کافر ہیں کیونکہ وہ نافہم قوم ہے۔

(ط) وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ
اور مت سستی کرو اور مت غم کھاؤ کیونکہ تم ہی غالب ہو اگر تم مومن ہو (آل عمران ۱۴)

(ی) قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ۔ کہدے کافروں کو عنقریب تم مغلوب ہو جاؤ گے۔ (آل عمران ۲)

انکے سوا اور بھی ایسی مدنی آیات ہیں جو ایسی ہی پیشگوئیوں سے مملو ہیں لیکن ہمارے خیال میں مذکورہ بالا آیات ہی اس امر کے ثابت کرنیکے لیئے کافی ہیں کہ مدینہ میں بھی آنحضرت صلعم کو نصرت الٰہی کے وعدے ملتے رہے اور گویا مدینہ کی بڑھی ہوئی مشکلات اور وہاں کے بے شمار دشمنوں کے مقابلہ میں بھی خدائے تعالیٰ نے ان قبل از وقت بشارتوں سے آنحضرت صلعم کی تسکین فرمائی تھی۔

یہ پیشگوئیاں کب پوری ہوئیں اور کس عظمت و جبروت کے ساتھ خدا کا فرمودہ لفظ بہ لفظ وجود میں آیا؟ اسکے لیئے ہم اپنے ناظرین کو فتح مکہ کا حوالہ دینا ہی کافی سمجھتے ہیں یہ وہ وقت تھا جب تمام دشمن مغلوب ہو چکے تھے۔ تمام مشکلات حل ہو چکی تھیں اور خدائے تعالیٰ کے تمام وعدے جو مکہ اور مدینہ میں ہوئے تھے تمام و کمال پورے ہو گئے تھے۔
مکی پیشگوئیوں کا اعلان برابر تیرہ سال تک مکہ میں ہوتا رہا اور پھر مدنی آیات کو مدینہ سے شائع کیا جاتا رہا غرض ان پیشگوئیوں سے کفار ناواقف نہ تھے بلکہ وہ اُنپر ہنسی اُڑاتے اور بار بار پوچھتے رہے کہ بھلا یہ پوری کب ہونگی؟ ہجرت کے مشہور واقعہ کے بعد وہ بڑے تعجب اور حیرت سے ان پیشگوئیوں کو پورا ہوتا دیکھنے لگ گئے تھے لیکن انہوں نے انکا کلی طور پر پورا ہونا فتح مکہ کے دن ہی مشاہدہ کیا

فتح مکہ کیا تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور آپکے راستباز ہونیکی ایک زبردست بے مثل دلیل تھی۔ اہل مکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی بیکس حالت اور اپنی طاقت وجبروت کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودہ عظمت وسطوت اور اپنی بیکسی اور عاجزی سے مقابلہ کرتے تھے۔ اس مقابلہ سے انکو وہ تمام پیشگوئیاں یاد آتی تھیں جو مکہ میں اور بعد ازاں مدینہ میں شائع کی گئی تھیں اور جنکو سنکر انہوں نے ہنسی اڑائی تھی۔ اب وہ تمام وعدے اور وعید جو ایک عرصہ پہلے خدائے تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئے تھے عملی جامہ پہنکر انکی آنکھوں کے سامنے آموجود ہوئے۔ انکی طرف سے ہرچند اسلام کی بیخکنی کیلیئے کوششیں کی گئیں اور چاہا گیا کہ کسی طرح یہ پیشگوئیاں پوری نہ ہوں لیکن باوجود انکی سعی اور کوشش کے یہ سب پیشگوئیاں پوری ہوئیں اور اس طرح مسلمانوں کے جانی دشمنوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کا ایسا یقین ہوا کہ وہ سب کے سب قریباً ایک ہی دن میں اسلام لے آئے۔ پس یہ ایک عظیم الشان معجزہ تھا جسکو دیکھکر اُمّ القرےٰ کے لوگ مسلمان ہوئے اور انکو مسلمان ہونیسے خدائے تعالیٰ کا وہ وعدہ پورا ہوا جسکا کئی سال پہلے اسی شہر میں اعلان کیا جاچکا تھا۔ وہ یہ تھا۔ سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ ط عنقریب دکھائیں گے ہم انکو اپنی نشانیاں دوسرے ملکوں میں اور انکی اپنی جانوں میں بھی یہانتک کہ ظاہر ہوجائے اُن کے لیئے کہ وہ حق ہے۔ (فصلت ۶)

آنحضرت صلعم ابھی مکہ میں ہی تھے جب آپنے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ راستبازوں کو فتح دیکر خود اس امر کی شہادت دیگا کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر دعا بھی یہی ہوتی کہ اے مولا حق کو باطل پر غلبہ دے اب خدائے تعالیٰ نے اپنے پیارے کے مُنہ سے نکلے ہوئے الفاظ کو پورا کیا اور اُسکی دعاؤں کو سُنکر اسلام کی تائید میں شہادت دی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مُنہ سے جو الفاظ نکلتے تھے وہ کیسے اور کہاں سے آئے ہوئے ہوتے تھے اسکے لیئے ہماری

ناظرین یوحنا باب ۱۶ ورس ۱۸ کی یہ عبارت کہ " وہ (روح حق) اپنی نہ کہے گی لیکن جو کچھ وہ سنے گی سو کہیگی " اور قرآن کریم کی یہ آیت ملاحظہ فرمائیں وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (نجم - ۱) یعنی یہ نبی اپنی خواہش سے نہیں بولتا بلکہ یہ کلام ایک وحی الٰہی ہے جو اسکی طرف اتاری جاتی ہے۔

پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ مکہ والوں سے کہا تھا وہ خدا کا کلام تھا اور وہ اطرح تھا قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا - کہدے اللہ کافی گواہ ہے درمیان تمہارے اور میرے تحقیق وہ اپنے بندوں سے خبردار ہے اور انکو دیکھتا ہے۔

اور پھر فرمایا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ تحقیق اللہ پرہیزگاروں اور احسان کرنیوالوں کے ساتھ ہے (النحل ۱۶) آپکی دعا کے الفاظ یہ تھے رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ - (الاعراف ۱۱) یعنی اے رب ہمارے فیصلہ کر ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان ساتھ حق کے اور تو ہی بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے۔

آخرکار یہ دعا قبول ہوئی اور خدائے تعالٰی نے آنحضرت صلعم کو غالب اور دشمنوں کو تباہ کرکے اسلام کی سچائی پر خود شہادت دیدی - ان وجوہات سے اور اس چمکتے ہوئے نشان کو دیکھکر اہل مکہ اپنے شہر کی فتح کے بعد مسلمان ہوگئے۔

ایک اور امر جس نے اہل مکہ کو مسلمان ہونے پر مجبور کیا وہ یہ تھا کہ اسلام اور کفر کے باہمی مقابلہ نے ثابت کر دکھایا تھا کہ انکے دیوتا بھی انکی طرح عاجز اور کمزور ہیں۔

ہم پہلے بیان کرچکے ہیں کہ کفار مکہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جو جنگ وجدل کا بازار گرم کیا تھا وہ سب کچھ بتوں کی حمایت میں کیا تھا۔ اگر قریش نے مسلمانوں کو ایذا دی تھی اور انکو اسلام سے برگشتہ کرنا چاہا تھا تو اسکی وجہ صرف یہ تھی کہ نئے مذہب سے انکے بتوں کی ہستی معرض خطر میں تھی اور اگر مسلمانوں کے

ہجرت کر جانیکے بعد بھی وہ برابر اسلام کو تباہ کرنیکی کوششوں میں مصروف رہے تو اسکی وجہ سوائے اسکے اور کچھ نہیں تھی کہ انکو اپنے دیوتاؤں کی حفاظت مدنظر تھی۔ چنانچہ اس بارہ میں مسلمان مورخین نے ایک حکایت بیان کی ہے جسکا میور صاحب نے بھی لائف آف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں حوالہ دیا ہے وہو ہذا۔ مکہ کے نواح میں ایک بت تھا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں بطور فاتح داخل ہوئے تو اس بت کے پجاری نے مندر کو چھوڑ دیا اور...... نزدیک کی ایک پہاڑی پر چلا گیا۔ لیکن مندر چھوڑنے سے قبل اس نے بت کی گردن میں تلوار لٹکادی۔ اور کہا "تلوار سنبھالیے اور اپنے تئیں آپ بچاییے"

پیارے ناظرین! اگرچہ یہ کہانی بہت سادہ سی معلوم ہوتی ہے لیکن یہ بہت نتیجہ خیز ہے۔ آپ تھوڑی دیر کیلئے ایک مندر کا تصور باندھیں جسمیں ایک بت تن تنہا کھڑا ہے اور اسکی گردن سے تلوار لٹک رہی ہے۔ بھلا اس عجیب تصویر کو دیکھکر آپ کیا خیال کرینگے؟ اس پجاری کے الفاظ کو سن کر آپ کیا قیاس فرمائنگے؟ پجاری نے اپنے معبود سے رخصت ہوتے وقت جو الفاظ کہے وہ اگرچہ مختصر ہیں لیکن پُر معنی اور مطلب خیز ہیں۔ اور اس جنگ کی نوعیت پر پوری روشنی ڈالتے ہیں جو کفار عربوں نے مسلمانوں کے ساتھ اس شد و مد سے چھیڑ رکھی تھی یہ لفظ کیا تھے گویا اس بات کا اظہار تھا کہ اگرچہ بت پرستوں نے مدت مدید تک اپنے اصنام کی حمایت میں جان لڑائی اور اسلام کی بیخکنی کے لیئے ناخنوں تک زور لگایا لیکن انکی سب کوششیں بے سود رہیں اور جن بتوں کو وہ تباہی سے بچانا چاہتے تھے وہ آخر تباہ ہوئے اور اسلام نے دن دونی رات چوگنی ترقی کی بلکہ یوں کہو کہ اسلام ایک اونچی اور دم بدم بڑھتی ہوئی موج کی طرح آگے بڑھا اور جو چیز سدراہ ہوئی اُسکو بہا کر لے گیا۔ ان بت پرستوں نے تو اپنے معبودوں کی حمایت و حفاظت کا پورا فرض ادا کیا تھا لیکن واے برحال ایشاں کہ اُنکے دیوتاؤں نے انکی ذرا بھی امداد نہ کی۔ آخر اسلام کا خدا غالب رہا اور

کفار کے معبود سب کے سب نہایت بے عزتی سے مغلوب ہوئے۔ اب یہ دیوتا شکست پاچکے تھے اور انکے تابعین میں قطعاً تاب مقابلہ نہ تھی۔ عربوں نے اپنے معبودوں سے بے فائدہ مدد اور نصرت مانگی اور بے سود انکی امداد پر توقع کی۔ انکا ایمان تھا کہ انکے بُت عند الضرورت انکی امداد کرینگے پھر خصوصاً ایسے اڑے وقت جب انکی اپنی حمایت میں جنگ ہو رہا تھا بدرجہ اولیٰ مدد کو آئینگے اس خیال سے وہ اکثر ان پتھروں کو میدان جنگ میں لے گئے اور اپنی فوجوں کے قلب میں رکھا۔ لیکن انکی سب امیدیں خاک میں ملگئیں اور اب آکر انکو اپنی غلطی کا علم ہوا اور وہ جان گئے کہ جن پتھروں کو انہوں نے ٹھاکر بناکر پوجا تھا وہ پتھر ہی تھے اور پتھر سے بڑھکر انکی کوئی وقعت نہ تھی جس طرح وہ پہلے انکو عزت کی نظر سے دیکھتے تھے اب ویسی ہی حقارت کی نگاہ سے دیکھنے لگے چنانچہ جس پجاری کا ذکر ہم نے مذکورہ بالا کہانی میں کیا ہے اُس کا فعل اس امر کی تائید کرتا ہے۔ اُس نے اپنے بُت سے کہا مہاراج اگر آپ سے بن پڑتا ہے تو اب اپنی خبر آپ لیجیے!

ابتدا ہی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بت پرست دشمنوں کو متنبہ کیا تھا کہ جن بتوں کو وہ خدائے وحدہٗ لاشریک کا شریک ٹھہراتے ہیں وہ انکے نفع و نقصان کا ذرا بھی اختیار نہیں رکھتے اور دوسروں کی امداد کرنا تو درکنار وہ اپنے آپکو بھی نہ بچا سکیں گے بلکہ نسیاً منسیاً ہو کر ملک عرب سے ہی خود انکا صفایا ہو جائیگا یہ بھی صریحاً بتلا دیا گیا تھا کہ وہ وقت جلد آنیوالا ہے جب بت پرست اپنے بتوں کی پرستش سے دست بردار ہو جائیں گے۔ چنانچہ ذیل میں چند ایسی آیات درج کیجاتی ہیں جن کے ذریعہ سے بُت پرستوں کو قبل از وقت بتلایا گیا تھا کہ یہ ٹھاکر تمہارے کسی کام نہ آئینگے بلکہ خود تباہ ہو جائینگے۔

۱- أَيُشْرِكُونَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ۝ وَلَا يَسْتَطِيعُونَ لَهُمْ نَصْرًا وَلَا أَنفُسَهُمْ يَنصُرُونَ ۝ (الاعراف ۲۴) کیا شریک ٹھہراتے ہیں (یہ کفار اللہ کا) اُس چیز کو جو کچھ پیدا نہیں کرتی اور وہ خود پیدا کیگئی

ہیں۔ اور نہ تو انکی (یعنی مشرکین کی) مدد کر سکتے ہیں اور نہ اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں (یعنی اب تو خود بتوں کی خیر نہیں)

ب۔ اِنَّ وَلِیِّ ـیَ اللّٰہُ الَّذِیۡ نَزَّلَ الۡکِتٰبَ ۖۚ وَ ھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیۡنَ وَالَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِہٖ لَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ نَصۡرَکُمۡ وَلَاۤ اَنۡفُسَھُمۡ یَنۡصُرُوۡنَ ۝ (اعراف ۲۴) یعنی میرا کارساز اللہ تعالیٰ ہے جسنے یہ کتاب اُتاری ہے اور وہی نیکوں کا والی ہوتا ہے۔ اور جنکو تم اللہ کے بغیر پکارتے ہو وہ نہ تو تمھاری مدد کر سکتے ہیں اور نہ ہی اپنی جانوں کی وہ مدد کریں گے۔

ج۔ ذٰلِکَ مِنۡ اَنۡبَآءِ الۡقُرٰی نَقُصُّہٗ عَلَیۡکَ .... فَمَاۤ اَغۡنَتۡ عَنۡھُمۡ اٰلِھَتُھُمُ الَّتِیۡ یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مِنۡ شَیۡءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمۡرُ رَبِّکَ ؕ وَمَا زَادُوۡھُمۡ غَیۡرَ تَتۡبِیۡبٍ (ہود ۹) ترجمہ یہ ہیں بعض خبریں بستیوں کی کہ بیان کرتے ہیں ہم اُسکو تیرے اوپر...... پس نہ کفایت کیا اُن سے اُنکے معبودوں نے جنکو کہ وہ اللہ کے بغیر پکارتے تھے کچھ بھی جب آیا تیرے پروردگار کا حکم اور نہیں زیادہ کیا اُنکو سوائے ہلاک کرنیکے۔

د۔ وَاتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اٰلِھَۃً لِّیَکُوۡنُوۡا لَھُمۡ عِزًّا ۙ کَلَّا ؕ سَیَکۡفُرُوۡنَ بِعِبَادَتِھِمۡ وَیَکُوۡنُوۡنَ عَلَیۡھِمۡ ضِدًّا ۝

ترجمہ۔ اور اللہ کے بغیر دوسروں کو معبود بناتے ہیں تاکہ وہ (معبود) اُنکو مددگار بنیں۔ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ عنقریب وہ (یعنی مشرکین) اُن کی عبادت سے انکار کرینگے اور اُنکے مخالف ہوجائیں گے (مریم ۹)

جب بُت پرستوں نے مذکورہ بالا الفاظ کی سچائی کا مشاہدہ کیا اور اُنکے بتوں کی کم مائگی اور کمزوری پورے طور پر ثابت ہوگئی تو یہ ایک قدرتی نتیجہ ہونا چاہیئے تھا کہ اُن کے دلوں سے ان پتھروں کی عظمت دور ہوجاتی چنانچہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان سے پوچھا کہ آیا وہ وقت ابھی پہونچا ہے یا نہیں کہ وہ اقرار کرے کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں؟ تو اُس نے جواب دیا کہ

اسکے سوا کوئی اور معبود ہوتے تو وہ سب سے پہلے اُن پرستاروں کے کام آتے جنہوں نے اُنکی حمایت میں خون تک بہا دیا*۔ اگر ان پتھر کے ٹھاکروں پر کوئی تھوڑا بہت ایمان باقی بھی تھا تو وہ اُسوقت جاتا رہا جب آنحضرت صلعم کے حکم سے کعبہ کے بُت زمین سے پیوست کیئے گئے۔ اگر اُن ٹھاکروں میں کوئی طاقت ہوتی تو اول وہ دوسروں کو مدد دیتے .... اور اگر یہ نہ ہوسکتا تو کم از کم اپنی مدد آپ کرتے۔ اسطرح اُن بتوں کے پجاریوں پر قرآن کریم کے ان الفاظ کی سچائی بخوبی واضح ہوگئی کہ جن ٹھاکروں کی وہ پوجا کرتے ہیں اور جنکی حمایت کا انہوں نے بیڑا اُٹھایا ہے وہ ہرگز ہرگز کسی کے نفع نقصان کا مقدور نہیں رکھتے۔ جب اُنپر یہ ثابت ہوگیا تو پھر یہ کیونکر ممکن تھا کہ وہ بدستور اُنکے معتقد رہتے۔ پہل فتح مکہ نے ان اصنام پرستوں کے ایمان میں تزلزل تو ڈال ہی دیا تھا اب جس وقت کعبہ شریف کو تین سو ساٹھ (۳۶۰) ...... ٹھاکروں کے وجود سے پاک کیا گیا تو اُس وقت اُنکے معتقدوں کے دلوں کے مندر بھی اُنکی محبت کے اثر سے پاک ہوگئے۔ جب بلال رضؓ نے کعبہ کی چھت پر سے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا تو کفار مکہ کی آنکھوں کے سامنے ایک بار پھر اُن تمام واقعات کا سما بندھ گیا جو عرصہ دراز سے اُنکو پیش آرہے تھے اور اُنکے دلوں میں جو اُسوقت بتوں کی محبت سے خالی ہوچکے تھے۔ لا الٰہ الا اللہ نے جگہ لینی شروع کردی۔ یعنی اسلام کے پاک اور عام فہم اصولوں نے جنکو ہر سمجھدار انسان پسند کرتا ہے آخر اپنا رنگ دکھانا شروع کیا اور مکہ والوں نے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر سینکڑوں نشان دیکھ چکے تھے آخر بت پرستی سے توبہ کرکے اسلام قبول کرنے پر آمادگی کا اظہار کیا۔ اب نہ کوئی رکاوٹ تھی نہ کوئی ایذا دہندہ ہر طرح مذہبی آزادی تھی اسلام کے دشمنوں کا راج ٹوٹ چکا تھا اسلیئے باوجود لا اکراہ فی الدین کی منادی اور باوجود کسی قسم کا ذرا بھی جبر نہ ہونے کے لوگوں نے فوج در فوج اسلام میں داخل ہونا شروع کردیا گویا وہ اسی موقعہ کے ہی منتظر تھے۔ سبحان اللہ کیا منظر ہوگا اور مومنوں کے ایمان کو

* حاشیہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال کی بھی صریحاً یہ غرض تھی کہ آپ ابو سفیان کو اس امر کی طرف توجہ دلائیں کہ اگر اُنکے دیوتا واقعی عبادت کے لائق ہوتے تو ضرور تھا ابو سفیان اور اُسکی پارٹی کی کچھ مدد کرتے جنہوں نے اُنکی حمایت کے لیئے ناخنوں تک زور لگا یا اور پھر بھی ناکام رہے۔ آپنے ابو سفیان کے ذہن کو اسطرف منتقل کرنا چاہا کہ اسلام ...... کی کامیابی باوجود دشمن کی اَن تھک کوششوں کے اس امر کا ایک نشان تھی کہ اللہ تعالیٰ اسکے سوا اور کوئی معبود نہیں اور یہ نشان ایسا صریح تھا کہ ابو سفیان کو شرمندگی کے ساتھ اسکی تصدیق کرنی پڑی۔ منہ

کیسی تقویت پہنچی ہوگی۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فیاضی اور فراخدلی نے اہل مکّہ پر ایسا اثر کیا کہ وہ خوشی خوشی ایمان لے آئے اور اپنے کیئے پر اگرچہ نادم تو تھے لیکن آنحضرت صلعم کے اعلیٰ سلوک اور برتاؤ کے باعث انکو ذرا بھی خجالت محسوس نہ ہوئی اور وہ ہنسی خوشی مسلمان ہوگئے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور عفو کا اگرچہ انکو پہلے بھی علم تھا لیکن اب جو آپنے اُنکی گذشتہ خطاؤں اور خطاکاریوں پر درگذر فرمائی اس سے اُنکے دلوں پر ایسا عمدہ اثر ہوا جسکو وہ زبان سے بیان نہیں کر سکتے تھے۔ جسقدر وہ پہلے نبی کریم صلعم کے دشمن تھے اب اُسی قدر جان نثار اور شکر گذار بنگئے۔ وہ بار بار اپنی ۲۰ سالہ بے رحمیوں اور ناہنجار حرکات کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ترحم اور عفو سے مقابلہ کرتے اور جوں جوں وہ زیادہ غور کرتے اُسی طرح اُنکی محبت اور شکر گذاری میں ترقی ہوتی جاتی۔ آنحضرت صلعم بھی اپنے اہل شہر مگر سابق دشمنوں پر ایسے مہربان ہوئے کہ آپنے صحابہ کرام رض کو مُردوں کی نسبت بھی بان کھولنے سے منع فرمایا اور کہا کہ اس فعل سے اُنکے زندہ رشتہ داروں کو دُکھ پہنچیگا۔ مکّہ والے جب اپنے ضمیر کو ٹٹولتے تو اُنکو اپنی زیادتیاں اور اپنے مظالم یاد آتے لیکن جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ترحم اور فیاضانہ سلوک کو مشاہدہ کرتے تو شکر گذاری سے بھر جاتے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جس طرح وہ نشانات اور پیشگوئیوں کا پورا ہونا دیکھکر مسلمان ہوئے تھے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سلوک اور فیاضی کا مشاہدہ کرکے وہ مخلص اور پرلے درجہ کے جان نثار بن گئے۔

الغرض اسلام کی اعجازی فتح اور نبی کریم صلعم کے اعلیٰ اخلاق و فیاضی نے لوگوں کے دلوں میں عجیب تبدیلی پیدا کردی اور جو لوگ اسلام کو تباہ کرنیکے لیئے شمشیر برہنہ کی طرح کھڑے تھے وہ فتح مکّہ کے چند ہی روز بعد ایسے مخلص اور وفادار مسلمان بنگئے کہ اپنے آقا و مولا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش بدوش اسلام کے دشمنوں کا مقابلہ کرنیکو تیار رہتے تھے؟

کاش ہمارے مخالف "تسلّی دینے والے" "روح حق" کے دشمن غور کریں اور اس عظیم الشان

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

ماہوار رپورٹ صدر انجمن احمدیہ

اس سے پہلے نمبر میں بعض وجوہات سے معمولی ماہوار رپورٹ ملتوی رہی۔ اس رپورٹ میں اہم امر ہمارا سالانہ جلسہ تھا۔ مگر چونکہ اخبار بدر و الحکم میں مفصل حالات جلسہ کے شائع ہوکر سب احباب تک پہنچ چکے تھے اسلیئے انکے بار بار دُہرانیکی ضرورت بھی نہ تھی۔ اِلّا ایک امر کے سب احباب تک پہنچانیکی ضرورت ہے اور وہ ہے کانفرنس انجمنہائے احمدیہ کی کارروائی کانفرنس کے قیام نے دراصل ابتک کوئی مضبوط صورت نہیں پکڑی۔ اور نہ ہی ایسی امید کی جاسکتی ہے جبتک کہ خود انجمنوں کا قیام مضبوط نہ ہوجائے کانفرنس ہیں ذیل کی انجمنوں کی طرف سے قائم مقام شامل تھے۔ قادیان۔ امرتسر۔ لاہور۔ سیالکوٹ ڈیرہ اسمٰعیل خان سہارنپور۔ جالندھر۔ شملہ۔ فیروز پور۔ سانگلہ۔ چھاؤنی لاہور۔ ڈنڈوت۔ جیپور۔ ادرحمہ بستی وریام کملانہ۔ سیکھواں۔ قتال پور۔ رہتک۔ ظفروال۔ کھیوہ باجوہ۔ منگولا۔ کاٹھگڈھ۔ گوجرانوالہ۔ بدوملی۔ شاہدرہ۔ بنگہ۔ ڈیرہ بابا نانک۔ ملتان۔ جہلم۔ کوہاٹ۔ مردان۔ ہشیارپور۔ ڈیرہ غازیخاں۔ یہ ان انجمنوں کے نام ہیں جنکے قائم مقام کارروائی شروع ہونیسے پہلے کانفرنس میں شامل ہوگئے تھے بعد میں بھی احباب آتے رہے مگر انکے نام اور پتے بہ سبب کارروائی شروع ہوجانیکے نہیں لئے جاسکے۔ کانفرنس میں جو امور پیش ہوئے ان میں سے اول بجٹ اور رپورٹ سالانہ صدر انجمن تھے۔ اسکے بعد حسب ذیل تجاویز پیش ہوکر بالاتفاق پاس ہوئیں۔

(۱) "یہ سوال کہ جس صورت میں صدر انجمن کا مالی سال ستمبر میں ختم ہوتا ہے کانفرنس انجمنہائے احمدیہ کے لیئے بہترین وقت کونسا ہے۔ پیش ہوکر فیصلہ ہوا کہ بجٹ حسب معمول سالانہ جلسہ صدر انجمن احمدیہ کے وقت کانفرنس میں پیش ہوتا رہے۔

(۲) "یہ سوال کہ اسلامی مشن کا قائم کرنا یورپ یا امریکہ میں ضروری ہے پیش ہوکر

فیصلہ ہوا کہ مشن کا قائم کرنا ضروری ہے مگر اسکے لیئے پہلے سرمایہ کا بہم پہنچنا نہایت ضروری ہے اسکے لیئے فنڈ کھولا جاوے اور کم از کم تین چار سال کا سرمایہ جمع ہونے پر یہ قدم اُٹھایا جاوے۔

(۳) "چندہ تعمیر کی وصولی کے خاص انتظام کا سوال پیش ہو کر فیصلہ ہوا کہ جو تجویز مجلس معتمدین نے کی ہے کہ سب احباب اپنی ایک ایک ماہ کی آمد چندہ تعمیر کے لیئے دیں اس کے عملدرآمد میں لانے کو یہ کانفرنس نہایت ضروری خیال کرتی ہے سب انجمنیں اسکے متعلق بہت جلد تحریک کر کے فہرستیں مرتب کریں۔

(۴) "ماہوار آمدنی کی افزائش کی تدابیر اور باقاعدہ وصولی کے انتظام کا سوال پیش ہو کر فیصلہ ہوا کہ سب انجمنوں کو پوری سعی کرنی چاہیئے۔ کہ چندوں کا بقایا نہ رہے اور اپنے اپنے ضلعوں میں شاخوں کا انتظام پختہ کریں۔ مجلس معتمدین محصلوں اور واعظین کے سوال پر غور کر کے اسکے لیئے عملی تجاویز کرے جس سے انجمنوں کو وصولیٔ چندہ میں مدد ملے اور مناسب ہے کہ بعض احباب وصولیٔ چندہ کے لیئے اپنی خدمات والنٹیر کریں۔

(۵) "انجمنہائے احمدیہ کے اپنے اپنے سالانہ اجلاسوں کا سوال پیش ہو کر فیصلہ ہوا کہ اس کانفرنس کی رائے میں سالانہ جلسوں کو قطعی طور پر بند کرنا مناسب نہیں البتہ بلحاظ مقامی ضروریات کے اگر کوئی انجمن سالانہ جلسہ کی ضرورت محسوس کرے تو مجلس معتمدین مقامی حالات پر اور اس امر پر کہ اسکا اثر مستقل چندوں پر نہ ہو غور کر کے ایسی اجازت دے سکتی ہے۔"

ان تجاویز میں سے میں بالفعل احباب کو تجاویز نمبر ۳ و نمبر ۴ کی طرف خصوصیت سے توجہ دلانی چاہتا ہوں بالخصوص تجویز متعلق چندہ تعمیر پر۔ کیونکہ یہ کام وسیع پیمانے پر شروع ہے اور روپے کی سخت ضرورت ہے۔ جگہ کی تنگی کی وجہ سے اسوقت ۴۵ بورڈروں کے قریب باہر ہیں۔ اگر اس چندہ کی وصولی میں پوری کوشش سے

کام دیا جائے تو امید کیجاتی ہے کہ بورڈنگ کا بڑا حصہ ستمبر تک تیار ہوجاوے۔
مدرسہ تعلیم الاسلام بوجہ پلیگ ۱۵۔اپریل تک بند رہا۔ اور احتیاطاً ۱۰مئی تک بورڈروں کو بھی باہر رکھا گیا۔ تعداد طلباء میں قابل اطمینان ترقی ہورہی ہے اور اسوقت قریب ۱۴۰ کے بورڈر ہیں۔ کوشش بھی اللہ تعالیٰ کی نصرتوں کی جاذب ہے پچھلے سال انہی دنوں قریب ۶۰ کے بورڈر رہ گئے تھے۔ اسوقت بورڈنگ ہوس میں جگہ پوری ہوکر ۴۰ بورڈروں کے لیئے باہر عارضی انتظام کیا گیا ہے۔ یہ ضرورت مقتضی ہے اس امر کی کہ بورڈنگ ہوس کی عمارت کی بہت جلد تکمیل کیجاوے گذشتہ ماہ کے اخیر پر ٹیچرز کانفرنس ہی جو بمقام علیگڈھ ہوئی اور جس میں کل اسلامیہ سکولوں کے منتظمین اور مدرسین کو حصہ لینے کے لیئے مدعو کیا گیا تھا۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کی طرف سے مولوی صدرالدین صاحب بی اے بی ٹی ہیڈ ماسٹر مدرسہ و مولوی شیر علی صاحب بی اے و مفتی محمد صادق صاحب سابق ہیڈ ماسٹران مدرسہ شریک کانفرنس ہوئے۔ مدرسہ کی رپورٹ سنائی گئی جو کانفرنس کی روئداد میں شائع ہوگی۔ جناب مولوی صدرالدین صاحب کا ایک لیکچر بھی کالج میں ہوا۔ جس سے سلسلہ حقّہ کے متعلق بہت غلط فہمیوں کا ازالہ ہوا۔ امسال امتحان انٹرنس میں اس مدرسہ کے ۱۶ طلباء میں سے ۸ کامیاب ہوئے۔ یہ نتیجہ بمقابلہ اکثر مدارس کے اطمینان بخش ہے۔ صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کامیاب ہوکر گورنمنٹ کالج لاہور کی ایف اے کلاس میں داخل ہوگئے۔
لنگر خانہ ۸۔ اپریل ۱۹۱۰ء کو حکیم فضل الدین صاحب کا انتقال بمقام لاہور ہوگیا جہاں وہ علاج کے لیئے گئے تھے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ حکیم صاحب کا اخلاص اس سلسلہ سے قابل رشک تھا۔ اللہ تعالیٰ انکو اپنی مغفرت اور رضوان میں جگہ دے آمین۔ لنگر خانہ کا گذشتہ قرضہ نہایت فراخ حوصلگی سے احباب نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر پورا کر دیا تھا مگر آیندہ کے لیئے بھی خاص توجہ بکار ہے۔

واعظین۔ مولوی اللہ دیا صاحب لدھیانوی جو ایک مدت تک عیسائی مشنریوں کے خلاف بڑی کامیابی سے وعظ کرتے رہے ہیں یکم مئی سے صدر انجمن کی طرف سے بھی انکو سلسلہ واعظین میں شامل کیا گیا ہے۔ مولویصاحب زیادہ چلنے پھرنے سے معذور ہیں ریل کے قریب قریب کے سٹیشنوں پر آسانی سے جاسکتے ہیں مگر دور نہیں۔ لہذا ان اطراف میں اگر ہمارے احباب میں سے کوئی صاحب ضرورت محسوس کریں تو مولویصاحب کے بھیجنے کا انتظام کیا جاسکتا ہے۔

تعمیر کے سلسلہ میں مسجد کا ایک کمرہ جو ۶۰ فٹ لمبا اور ۲۲ فٹ چوڑا ہے مکمل ہوگیا۔ بقیہ حصہ کی تکمیل کیلیئے کچھ انتظار کرنا پڑیگا۔ اب بورڈنگ ہوس کا کام شروع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تین ماہ تک نصف بورڈنگ ہوس تیار ہو جائیگا اور گرمیوں کی تعطیلوں کے بعد بورڈروں کے باہر رہنے کے لیئے کافی جگہ کا انتظام ہو جاویگا۔

سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

وید کی ناکامی

جو کچھ قرآن شریف نے توحید کا تخم بلاد عرب۔ فارس۔ مصر۔ شام۔ ہند۔ چین۔ افغانستان کشمیر وغیرہ بلاد میں بو دیا ہے اور اکثر بلاد سے بت پرستی اور دیگر اقسام کی مخلوق پرستی کا تخم جڑھ سے اُکھاڑ دیا ہے یہ ایک ایسی کارروائی ہے کہ اسکی نظیر کسی زمانہ میں نہیں پائی جاتی مگر بمقابل اسکے جب ہم وید کی طرف دیکھتے ہیں تو ثابت ہوتا ہے کہ وہ آریہ ورت کی بھی اصلاح نہیں کر سکا اور اس ملک کے انسانوں پر نیک اثر ڈالنے میں نہایت نکما ثابت ہوا ہے اور نہ صرف ہماری اس زمانہ میں بلکہ اس ملک کی ایک لمبی تاریخ پر نظر ڈالکر ظاہر ہوتا ہے کہ کبھی اس ملک میں وید کے ذریعہ سے توحید نہیں پھیلی بلکہ بجائے اسکے نفع کے اس کا ضرر قریباً تمام آریہ لوگوں کو ہلاک کرتا رہا ہے اور جب وید کے پیرو لوگوں کے عقاید اور اعمال پر نظر ڈالی جاوے تو نہایت درد اور افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وید ایک گمراہ کرنیوالی کتاب ہے کون اس واقعہ سے انکار کر سکتا ہے کہ جسقدر مخلوق پرست فرقے ہندوؤں کے اس

ملک میں پائی جاتی ہیں اور یا جسقدر نہایت گندے اور ناپاک مذہب اس ملک میں رائج ہوگئے ہیں جیسے شاکت مت وغیرہ وہ سب وید ہی کے ذریعہ سے پیدا ہوئی ہیں اگر وید میں یہ لیاقت ہوتی کہ وہ کھلے کھلے طور پر بیان کرتا کہ سورج چاند اور پانی اور آگ وغیرہ کی پرستش مت کرو اور بدکاری اور زنا کاری کو اپنا مذہب مت بناؤ۔ تو کیوں آریہ قوم ساری کی ساری ان چیزوں کی پرستش میں مشغول ہوجاتی اور کیوں اسقدر بدکاری آریہ قوم میں پھیلتی مگر وید نے تو بجائے منع کرنیکے بیگانہ عورتوں سے تعلق پیدا کرنیکی راہ بذریعہ نیوگ کھولدی اور سورج وغیرہ کی پرستش کی ترغیب دی اور جا بجا اجرام سماوی اور عناصر کو معبود ٹھہرا کر انکی مدح وثنا کی۔ اسی طرح جوالا مکھی کی آگ کے پوجاری اور گنگا کے پرستار۔ اور سورج کے آگے ہاتھ جوڑنے والے اس ملک میں کروڑ ہا شخص پیدا ہوگئے۔ اگر کہو کہ ان کروڑ ہا لوگوں نے جنمیں ہزار ہا پنڈت عالم و فاضل ہیں وید کے معنی اچھی طرح نہیں سمجھے تو میں کہتا ہوں کہ اگر یہ عذر مان بھی لیں تب بھی وید کا ہی قصور ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس حالت میں اسکی عبارت غیر فصیح اور مبہم اور مشتبہ اور معما کی طرح ماننی پڑتی ہے تب ہی تو کئی کروڑ آریہ ورت کے پنڈتوں کو سمجھ نہ آسکی اور کروڑ ہا انسان وید کی نسبت یہی خیال کرتے گذر گئے کہ وہ مخلوق پرستی کی تعلیم دیتا ہے اور جبکہ انہوں نے اس کے سمجھنے میں غلطی کھائی تو پھر کیونکر سمجھا جائے کہ ایک تھوڑا سا فرقہ آریوں کا کہ جو اُنکے مقابل پر ایک ذرہ کے موافق بھی نہیں غلطی سے بچا رہا ہے تم سچ کہو اور اپنے دھرم سے کہو کہ کیا وید میں کہیں لکھا ہے کہ سورج اور ہوا اور اگنی اور جل وغیرہ کی پوجا مت کرو اور بجز خدا کے جو غیب الغیب اور نہاں در نہاں ہے کسی کو اپنا معبود مت قرار دو اور جو چیز تمھیں آسمان پر یا زمین پر دکھائی دیتی ہیں وہ تمھارے خدا نہیں ہیں بلکہ خدا وہی ہے جس نے ان چیزوں کو پیدا کیا۔ اگر کہیں لکھا ہے تو ہمیں بتاؤ۔ لیکن قرآن شریف تو سارا اس بات سے بھرا پڑا ہے کہ بجز خدا کے کسی کی پرستش جائز نہیں بلکہ کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے یہی معنے ہیں کہ تمہارا معبود بجز خدا کے اور کوئی نہیں اور یہ بھی قرآن شریف فرماتا ہے لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَھُنَّ۔ یعنی نہ تم سورج کی پرستش کرو اور نہ چاند کی بلکہ اس ذات کی پرستش کرو

کہ جو ان سب چیزوں کا پیدا کرنیوالا ہے۔ اگر وید میں اس آیت کے ہم معنے کوئی شرتی ہوتی تو کروڑہا آدمی مخلوق پرستی سے ہلاک نہ ہوتے۔ دیانند نے جسقدر وید کی حمایت میں تکلفات کئے ہیں وہ سب بیہودہ اور لچر ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ دیانند نے اصلی وید کیطرف آرین لوگوں کو رجوع نہیں دلایا۔ بلکہ اُس نے زمانہ کی ہوا کو دیکھ کر ایک نیا وید بنا کر پیش کیا ہے چونکہ کئی کروڑ ہنود وید سے بیزار ہو کر مسلمان ہو چکے تھے اس لیئے اُس نے خواہ نخواہ وید میں توحید کو دکھلانا چاہا سو اس بات کے ثابت کرنیسے وہ نامراد مرا۔ وید کی حالت آزمانیکے لیئے سہل طریق یہ ہے کہ ایک تحت اللفظ ترجمہ اُس کا جسمیں بطور شرح اپنی طرف سے کوئی فقرہ نہ ملایا جائے کسی غیر قوم کی طرف بھیجدو تو پھر اُنکو پوچھکر دیکھ لو کہ وید کی ان عبارتوں سے توحید ثابت ہوتی ہے یا مخلوق پرستی ؟

آریہ سماج کی دیانندسی بیزاری اور قرآن شریف کی پیروکاری

سناتن دھرمی ہند و بیوہ کے نکاح کی مخالف تو تھے ہی بانی آریہ سماج پنڈت دیانند جی بھی ایسے ہی نکاح بیوگان کے مخالف ہیں۔ جیسا کہ پنڈت صاحب کی مندرجہ ذیل عبارت سے منکشف ہوتا ہے وہ لکھتے ہیں "جس عورت یا مرد کا پانی گرہن ماتر سنسکار ہوا ہو (محض رسومات شادی ادا ہوئی ہوں) اور میل نہ ہوا ہو۔ یعنی جو اکھشت یونی استری (باکرہ عورت) اور اکھشت ویریہ مرد ہو اُنکا دوسری عورت یا مرد کے ساتھ پنر وواہ (مکرر ازدواج) ہونا چاہیئے اور برہمن کھشتری اور ویش ورنوں (ذاتوں) میں کھشت یونی عورت اور کھشت ویریہ مرد (جنکا میل ہو چکا ہو) کا پنر وواہ (مکرر بیاہ) نہ ہونا چاہیئے"۔ ان ذاتوں کیلیئے پنڈت صاحب بجائے مکرر بیاہ کے نیوگ کی سفارش کرتے ہیں اور اسکے جواب میں کہ آیا ان تین اعلیٰ ذاتوں کی عورتیں اور مرد ایک دفعہ بیاہ والی زندگی بسر کرنیکے بعد خاوند یا بیوی کی وفات کے بعد کسی صورت میں دوبارہ بیاہ کر سکتے ہیں پنڈت صاحب فرماتے ہیں کہ نہیں ہرگز نہیں۔ مگر عجیب بات یہ ہے کہ پنڈت جی کے پیرو اپنے لیڈر کے صریح حکم کے برخلاف بیوہ کے نکاح کو صرف جائز ہی خیال نہیں کرتے۔ بلکہ حتی المقدور اپنی قوم میں اس رسم کو فروغ دینے کیلیئے ہر طرح سعی کرتے ہیں۔ میرا اسوقت

یہ مدعا نہیں کہ انکو اپنے لیڈر کے صریح حکم کے توڑنے کا الزام لگاؤں۔ بلکہ میری غرض صرف یہ ہے کہ انکی توجہ اس امر کی طرف مبذول کروں کہ انہوں نے اپنی سوامی صاحب کے صریح حکم کو چھوڑ کر قرآن مجید کی تعلیم کو اختیار کیا ہے کیونکہ یہ قرآن شریف کی ہی تعلیم ہے کہ وَ اَنۡکِحُوا الۡاَیَامٰی مِنۡکُمۡ یعنی تم اپنے میں بیوگان کو نکاح کرو۔ خدائے تعالیٰ کا شکر ہے کہ قرآن شریف کی تعلیم سے مؤثر ہو کر انکے لیڈر نے اپنی آباء اجداد کی بت پرستی کے افعال کو ترک کیا اور اب آریہ سماج قرآن شریف کی تعلیم پر کاربند ہو کر بانی سماج کی صریح تعلیم کے برخلاف بیواؤں کے نکاح پر زور دے رہی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک

آریوں کا بیواؤں کے نکاح کیلیئے اسقدر جدوجہد سے سعی کرنا صاف بتلا رہا ہے کہ اگرچہ وہ اکثر اپنے گرو کی عزت کو ملحوظ رکھکر اپنی زبان سے نیوگ کی حمایت کرتے ہیں مگر وہ دل سے اسکو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جیسا کہ ہر انسان کو جو حیا کا مادہ اپنے اندر رکھتا ہو۔ کرنا چاہیئے پنڈت دیانند نے بجائے نکاح بیوگان کے نیوگ کی سپارش کی اور آریہ سماج کا بیواؤں کے نکاح کو نیوگ کی رسم پر ترجیح دینا حالانکہ پنڈت صاحب کا صریح حکم موجود ہے کہ اعلیٰ اقوام کی بیواؤں کو دوبارہ شادی نہیں کرنی چاہیئے ہاں وہ نیوگ کر سکتی ہیں۔ یہ امر اس بات کی صاف شہادت ہے کہ آریہ سماج فی الحقیقت نیوگ سے سخت متنفر ہے اور جب وہ خواستہ نخواستہ اسکے ڈیفینس کیلیئے سعی کرتے ہیں تو اسوقت انکو صرف اپنے استاد یعنی سوامی صاحب کی عزت ملحوظ ہوتی ہے۔ جس نے ستیارتھ پرکاش میں اپنی پیرووں کیلیئے نیوگ کی تعلیم دی کیونکہ اگر انکے نزدیک فی الحقیقت نیوگ عمل میں لانیکے لائق ہوتا تو پھر کیوں وہ بیواؤں کے نکاح کو نیوگ پر ترجیح دیتے؟

اگرچہ سماج مجموعی طور پر بیواؤں کے نکاح کی حامی ہے تاہم اس میں بعض ممبر ایسے بھی ہیں جو ابھی تک اسکے مخالف ہیں اور اس بارے میں اپنے بزرگ آقا کے حکم کی تعمیل کو اپنا فرض سمجھتے ہیں جو ہندوؤں کی کتب مقدسہ پر مبنی ہے۔ چنانچہ ایک سماجک استری لکھنؤ سے بیواؤں کے نکاح کے برخلاف ایک پرجوش مضمون ویدک میگزین میں بھیجتی ہیں وہ فرماتی ہیں "کہ رنڈوے مردوں کے نکاح کا رواج

غیر آریوں کی سازشوں کی وجہ سے تو پہلے ہی پھیلا ہوا تھا اب آریہ صاحبان بھی سوشل
اور مذہبی اصلاح کی اوٹ میں ان بیوگان کو جو بیاہ والی زندگی بسر کر چکی ہیں دوبارہ
بیاہ کرنیکی ترغیب دینے کی کوشش کر رہے ہیں اور اسطرح انکو پاکدامنی سے محروم کرتے ہیں
بعض آریہ بیان کرتے ہیں کہ سوامی دیانند جی بیواؤں کے نکاح کا قائل تھا میں انسے
استفسار کرتی ہوں کہ ستیارتھ کے کس ایڈیشن اور کس صفحہ پر سوامی جی نے یہ بیان کیا ہے۔
پھر وہ استری آگے چلکر ستیارتھ کی عبارت یہ ظاہر کرنیکے لیئے نقل کرتی ہے کہ سوامی
جی نے بیواؤں کے نکاح کی ممانعت کی اور اسکی بجائے نیوگ کی سفارش کی۔ پھر وہ
کہتی ہے "میرے مترو! جب بیوہ کا بیاہ ویدک دھرم کی رو سے جائز نہیں اور
سوامی جی بھی اسقدر اسکے برخلاف ہیں تو آپ اسکو کس طرح عمل میں لا سکتے ہیں۔ آپ
کیوں آریہ سماج کے نام پر دھبا لگاتے ہو اور بیواؤں کا نکاح کر کے کیوں اعلیٰ ذاتوں کو
خاک میں ملاتے ہو؟ اس دلیل کے جواب میں کہ بیوہ کا بیاہ آریہ استریوں کی عصمت
بچانے کیلیئے اختیار کیا گیا ہے وہ کہتی ہے۔ بعد کہ اگر ہم ایک لمحہ کیلیئے انکے اعتقاد کے
مطابق فرض بھی کر لیں کہ جب بیوہ استریاں بیاہی جائیں تو وہ بدی سے باز
رہیں گی تو مجھے نہایت ہی افسوس اور شرم سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ شریف خاندانوں
کی اکثر بیاہی ہوئی استریاں اس قسم کے گناہ کا ارتکاب کرتی ہیں حالانکہ انکے خاوند
ابھی تک زندہ موجود ہیں"

میرے خیال میں اگر وہ استری یہ جواب دیتی کہ جب سوامی جی نے بیوگان کو نیوگ
کرانے کی پوری اجازت بخش دی ہے جب کبھی وہ اسکی ضرورت محسوس کریں تو پھر گناہ
کرنیکی ضرورت کس طرح باقی رہ سکتی ہے تو یہ جواب کامل تسلی بخش اور یقین دلانیوالا ہوتا

آریوں کے اس بیان سے کہ بیواؤں کا نکاح زناکاری سے محفوظ رہنے کیلیئے اختیار کیا گیا
ہے۔ یہ پایا جاتا ہے کہ وہ نیوگ کو زنا کے برابر تصور کرتے ہیں کیونکہ ایک بیوہ عورت بغیر
نکاح کے بھی نیوگ کرا سکتی ہے۔ اور اگر نیوگ زنا نہیں تو اسکو ترک کرنے اور گناہوں
سے محفوظ رہنے کیلیئے نکاح کی صورت اختیار کرنیکی کیا ضرورت آپڑی؟ اگر بیواؤں کا

مصدقہ حضرت خلیفۃ المسیح شاہی طبیب حاذق مولوی حکیم نورالدین صاحب کا مجربہ

اصلی ممیرا اور ممیرا کا سرمہ

خدا کی دی ہوئی نعمتوں میں سے آنکھیں بڑی نعمت ہیں اور آجکل کچھ ایسی اسباب پیدا ہوگئے ہیں کہ عام طور پر لوگ آنکھوں کی بیماریوں میں مبتلا ہیں نوجوانوں کو دیکھو وہ بھی عینک لگائے پھرتے ہیں اور ضعف نظر کی عام شکایت ہے۔ مینے بڑی محنت سے اصلی ممیرا جو امراض چشم کیلئے مسلم مفید چیز ہے حاصل کیا ہے اسکے اصل ہونیکے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تصدیق فرمائی حضرت مسیح موعودؑ کا خاندان طبّی لحاظ سے بھی ایک ممتاز خاندان ہے اور اس پہلو سے بھی آپکی تصدیق بے نظیر ہے اور علاوہ بریں حضرت خلیفۃ المسیح حکیم نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے بھی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ اصلی ممیرا ہے ممیرا حاصل کرنیکے بعد مینے حضرت مولوی صاحب کے مجرب اور ہزارہا مریضان چشم پر آزمائے ہوئے سرمے کے نسخے آپ کی ہدایت کے موافق ترکیب دیکر طیار کیے ہیں اور اب فائدہ عام کیلئے مشتہر کرتا ہوں اور چونکہ یہ تین مختلف نسخے ہیں۔ اس لیئے ہر ایک کی قیمت جدا جدا ہے قیمت سرمہ اوّل قسم عا۔ قسم دوم ۸ر قسم سوم عہ۔ فی تولہ قیمت ممیرا قسم اوّل ۵ر جسکو لوگ اڑھائی روپیہ فی تولہ فروخت کرتے ہیں۔ قسم دوم ۳ر اگر اصلی ممیرا نہ ہو تو واپس کرکے قیمت لے لو۔

ست سلاجیت

مقوی جمیع اعضا۔ نافع صرع مشہی طعام قاطع بلغم دریاح دافع بواسیر وجذام واستسقا وزردی رنگ وتنگی نفس ودق وشیخوخیت وفساد بلغم وقاتل کرم شکم مفتت سنگ گردہ ومثانہ وسلسل بول وسیلان منی ویبوست ودرد مفاصل وغیرہ وغیرہ بہت مفید ہے بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودھ کے ساتھ استعمال کریں قیمت فی تولہ ۸ر

لنگیاں اور کلاہ: ہر قسم کی لنگیاں مشہدی اور پشاوری بادامی سیاہ سفید مالتی ریشمی اور سوتی کسری صافے سفید اور بادامی اور پشاوری ٹوپیاں اور زری کی پشاوری جوتیاں ہر قسم کی اور ہر قیمت کی حمائل خورد روسی ہدیہ عہ۲ر اور شاہ رفیع الدین کا مترجم کلام اللہ چمڑے کی جلد قیمت اا۔

المشتہر

احمد نور کابل مہاجر سوداگر قادیان ضلع گورداسپور پنجاب۔